ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
مجلہ

شمارہ 9 - جلد 12
جون 2012ء رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

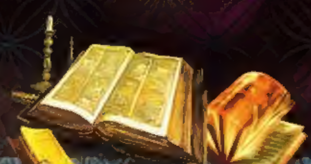
ادار یہ
بیمثال عُروج

معراجُ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

آمر بالمعروف اور نہی عن المنکر



مسائلِ دینیہ
دورِ حاضر کے مسائل کا قرآن وحدیث
کی روشنی میں مُدلل حل



گوشۂ خواتین

فہرست

شمارہ 10 جمادی الاول ۱۴۳۳ھ جون 2012 جلد 12

نعت شریف

اے یتیموں کے پالنے والے
بیکسوں کے سنبھالنے والے

سخت گھیرا ہے آفتوں نے مجھے
غم کے طوفان ٹالنے والے

ہے اشارے کا منتظر دل بھی
اندھے شیشے اُجالنے والے

بندوں کو بندگی کے سانچے میں
آپ ہی تو ہیں ڈھالنے والے

آپ شافع ہیں آپ پردہ پوش
اور ہیں عیب اچھالنے والے

دل سے حسرت نکال دے ساری
دل کی حسرت نکالنے والے

زیرِ سایۂ شیخ ہے آسیؔ
دیکھ او رعب ڈالنے والے

(حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

یونس-٦٣

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمة الحقیقه — اداریه

عروج بیمثال

سعید آسوی کے قلم سے

ہر مسلمان آگاہ ہے کہ سارا رجب المرجب نہایت ہی مقدس مہینہ اور حرمت والے ان چار مہینوں میں داخل ہے جن کا ادب و احترام زمانہ جاہلیت میں بھی کیا جاتا تھا۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے اسے اپنی امت کا مہینہ قرار دیا ہے اور اس ماہ مقدس میں صدقات و خیرات کی نہایت ترغیب دی ہے۔

ماہ رجب ماہ نور ہے، جسے شب معراج نے چار چاند لگا رکھے ہیں۔ اس رات اللہ تعالیٰ کے حبیب اعظم، انبیاء علیہم السلام کے امام اعظم اور کائنات کے محسن اعظم ﷺ رات کے قلیل ترین سفر پر روانہ ہوئے اور ایک آن کے اختتام سے قبل بیت المقدس میں انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امامت کر کے، ساتوں آسمان بلکہ عرش معلیٰ اور نوے ہزار پردوں کو طے کر کے خاص حریم ناز میں اپنے اللہ عزوجل کو سر کی آنکھوں سے بے حجاب دیکھنے کا لاثانی شرف حاصل کرنے کیلئے پہنچ گئے اور ہزاروں راز و نیاز کی باتیں کر کے اسی طرح تیز ترین رفتار سے واپس بھی تشریف لے آئے۔

واقعۂ معراج آقائے دوجہاں ﷺ کی عظمت کا نشان ہے اور اس آقا و مولا ﷺ کے مخلص غلاموں کیلئے باعث عزت و شرف ہی نہیں، وجہ سکون و کامرانی بھی ہے۔ اللہ عزوجل کے حبیب مکرم ﷺ کے واقعہ معراج کی شوکت و رفعت کا تصور بھی دیگر انبیاء علیہم السلام نہیں کر سکتے، اور جس انداز میں رحمت عالم ﷺ جسم پاک کیساتھ جہاں جہاں پہنچے،

دوسرے انبیاء علیہم السلام کی ارواح پاک بھی وہاں پہنچنے سے عاجز ہیں۔ یہ واقعہ معراج ہم غلاموں کیلئے نہایت اعلیٰ درجے کی فرحت و مسرت اور انبساط و شادمانی کا سبب ہے۔ تاہم کبھی یوں بھی ہوتا کہ ہم جب اپنا حال دیکھتے ہیں تو پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ اگرچہ آقا دو جہاں ﷺ کا عروج بے مثال ہے لیکن ہماری پستی اور بے حسی بھی شرمناک ہے۔ ایسے عروج والے آقا ﷺ کے امتی ہونے کا شرف حاصل کر کے ہمیں بھی کچھ دوسری قوموں سے آگے ہونا چاہئے تھا مگر ہم تو الٹا ان کی 'غیر مشروط غلامی' میں 'مطمئن' ہیں اور ہمارا حال دوسروں کیلئے سامان عبرت ہے۔

ہاں ہاں! یہ اقوام مغرب جنہیں کل ہم نے مکتب کی راہ دکھائی تھی، آج وہ چاند پر قدم رکھے چکے ہیں۔

جنہوں نے کل ہمارے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے تھے، آج وہ ہواؤں پر حکومت کر رہے ہیں۔

جنہیں ہم نے لباس پہننا سکھایا تھا، آج ان کے اترے ہوئے کپڑے اور جوتے (لنڈا بازار سے خرید کر ہم پہن رہے ہیں۔

جنہیں کل ہم نے ہندسوں کا شعور بخشا تھا، آج وہ ہمارا بجٹ بنا کر ہمارا خون کشید کر رہے ہیں۔

کل جو ہمیں جزیہ دیتے تھے، آج ہم ہاتھوں میں کشکول پکڑے ہوئے ان کے در پر بھکاری بنے کھڑے ہیں۔

اگر ہمارے نبی محتشم ﷺ انبیاء علیہم السلام کے امام ہیں تو ہمیں دوسری قوموں کا امام بننا چاہئے تھا، مگر افسوس ہماری صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے۔ کس منہ سے ذکر معراج کریں اور اپنے آقا ﷺ کے عروج کی داستانیں سنائیں۔ نہ ماننے والے چاند پر بھی پہنچ گئے اور ماننے والے ابھی چاند کے طلوع پر جھگڑتے ہیں (کہ نکلا یا نہیں اور صبح عید ہو گی کہ نہیں)

اے مسلمان! عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کے ہاتھوں لہولہو مسلمان! خدارا اپنے تابناک ماضی کی جانب چل.......... اپنی عظمت رفتہ کو تلاش کر.......... اپنے اسلاف کے نقوش پا کو ڈھونڈ.......... پھر سے اللہ تعالیٰ سے عشق رسول ﷺ، غم رسول ﷺ اور غیرت رسول ﷺ مانگ.......... سوز رسول ﷺ سے تڑپنے پھڑکنے کی توفیق مانگ۔

اے اللہ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما دے اور اپنے عروج والے حبیب کریم ﷺ کے طفیل ہم 'نکموں' کو بھی 'کام کا آدمی' بنا دے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆••••••••《حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ》••••••••☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجب المرجب کا مقدس مہینہ آنے والا ہے۔ اس کا اہم ترین واقعہ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کا سفر معراج ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی ان کی اپنی اپنی شان وعظمت کے مطابق معراجیں عطا کی گئیں مگر سید الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی معراج بھی ان سب معراجوں کی سردار ہے۔ چونکہ یہ اللہ کے حبیب کریم وجلیل ﷺ کی بے مثل سیر اور یکتائی کی آئینہ دار ہے لہذا حضور پرنور ﷺ کے سچے غلام اور عاشق صدر اسلام ہی سے اس کا ذکر بڑے اہتمام سے کرتے آئے ہیں۔ حدیث یا سیرت کی کونسی کتاب ہے جس میں ذکرِ معراج نہ ہو اور ملت کی چہاردہ صد تاریخ میں کونسا عارف وسالک یا خطیب وواعظ ہے جس نے مزے لے کر اسے بیان نہ کیا ہو۔ ہاں ہاں قصیدہ نگاروں نے بڑے خوبصورت معراجیہ قصائد قلمبند کئے اور غزل گو سخنوروں نے غزلیات تک میں اسے فراموش نہ کیا۔

معراجِ ذکر: بالیقین ذکرِ معراج بھی معراجِ ذکر ہے۔ یوں سمجھئے سیاح لامکاں حضور سرورِ کون ومکان ﷺ کی معراج کا ذکر کرنے والے کا فکر بھی بلند پرواز ہو جاتا ہے۔ اور مذکور کی برکت سے وہ بھی آسمانوں کی سیر کرنے لگ جاتا ہے۔ حضرت اقبال علیہ الرحمہ جن کی عمر بھر کی تگ ودو کا مقصود قوم کو عشقِ حبیب ﷺ سے سرشار اور ذکرِ حبیب ﷺ کے لئے تیار کرنا تھا، وہ بار بار بھی ذکرِ معراج کریں تو حیرت کی بات نہیں، حیرت تو اس وقت ہوتی ہے جب غالب جیسا شرابی شاعر غزل لکھتے لکھتے مقطع یوں کہہ جاتا ہے

اس کی امت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند

واسطے جس شہ کے غالبؔ گنبد بے در کھلا

اور خود اقبال کا فرمانا:

تو معنیٔ والنجم نہ سمجھا تو عجب کیا

ہے تیرا مدو جزر ابھی چاند کا محتاج

فارسی شعرا کے نکتہ آفرینوں کی طرف آیئے، حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے نام نامی سے کون واقف نہیں۔ 'بوستان' میں نعت شریف کے دوران معراج مقدس کا ذکر کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر جبریل علیہ السلام کے ساتھ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کا مکالمہ یوں پیش کرتے ہیں۔

بدو گفت سالارِ بیت الحرام

کہ اے حامل وحی برتر خرام

چو در دوستی مخلصم یافتی

عنانم ز صحبت چرا تافتی

بـــگـــفـــتـــا فـــراتـــر مـــجـــالـــم نـــمـــانـــد
بـــمـــانـــدم کـــه نـیـــروئـــے بـــالـــم نـــمـــانـــد
اگـــر یـــکـــســـر مـــوئـــے بـــرتـــر پـــرم
فـــروغ تـــجـــلّـــی بـــســـوزد پـــرم

ترجمہ: بیت الحرام کے سید وسالار حضور پرنور ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے وحیٔ خداوندی کو اٹھانے والے، آگے بھی پرواز کیجئے۔ جب آپ نے مجھے دوستی میں مخلص دیکھا ہے تو صحبت ترک کرنے کا کیا معنیٰ؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی' حضور! (صلے اللہ علیک وسلم) آگے جانے کی مجال نہیں کیونکہ میرے بازو میں مزید اڑنے کی طاقت نہیں۔ اگر بال کے سرے کے برابر بھی آگے اڑوں تو جلووں کی چمک دمک میرے بازو جلا کے رکھ دے گی

عاشقانِ رسول ﷺ میں حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی بھی بہت نمایاں ہے۔ آپ نے بے شمار نعتیں لکھی ہیں۔ ایک مشہور نعت شریف کا مقطع ہے

زسر سینہ اش جامی
الـــم نشـــرح لک برخواں
زمعراجش چہ می پرسی
کہ سبـــحـــن الـــذی اســـریٰ

اسی دور میں ہندوستان میں حضرت جمالیؔ کشورِ نعت کے مایہ ناز فرمانروا تھے۔ انھوں نے نعت شریف میں معراج شریف کے حوالے سے ایک ایسا شعر لکھا جس کی تازگی کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ شعر یہ ہے

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عین ذات بنگری و در تبسمی !!

کہتے ہیں کہ خود سرورِ کائنات ﷺ نے اس شعر کی نسبت خوشنودی و قبولیت کا اظہار فرمایا۔

'عربی نعت' میں جو درخشاں و تاباں مقام حضرت امام بوصیری قدس سرہ کو حاصل ہے، کسی بھی عاشق رسول (ﷺ) سے مخفی نہیں۔ آپ کا قصیدہ بردہ جب بارگاہ رسالتمآب ﷺ سے شرف قبول حاصل کر چکا تو پھر اس کے قبول عام میں کیا دیر ہوتی چنانچہ بڑی سرعت سے تمام عالم اسلام میں اس کی اشاعت ہوئی معراج شریف کے بارے میں چند اشعار آپ بھی دیکھ لیجئے۔

ســـریـــت مـــن حـــرم لـیـــلا الـــی حـــرم
کـــمـــا ســـری الـبـــدر فـــی داج مـــن الـــظـــلـــم
وبـــت تـــرقـــی الـــی ان نـــلـــت مـــنـــزلـة
مـــن قـــاب قـــوســـیـــن لـــم تـــدرک ولـــم تـــرم

و قدمتک جمیع الانبیاء بہا
والرسل تقدیم مخدوم علی خدم

وجل مقدار ما اوتیت من رتب
وعز ادراک ما اولیت من نعم

بشریٰ لنا معشر الاسلام ان لنا
من العنایۃ رکنا غیر منہدم

ترجمہ:حضور صلی اللہ علیک وسلم! آپ رات کو حرم مکہ سے حرم مسجد اقصیٰ تک اس طرح تشریف لے گئے جیسے چاند رات کو تاریکی میں چلتا ہے۔(اس وقت وہ نہایت خوبصورت بھی لگتا ہے اور ظلمتوں کو دور بھی کرتا ہے)

۲۔اور آپ رات ترقی کرتے کرتے منزل قاب قوسین پر پہنچ گئے یہ منزل ایسی ہے جو نہ قبل ازیں حاصل کی گئی بلکہ طلب بھی نہیں کی گئی۔(یعنی اس سے پہلے اس منزل قرب پر کوئی پہنچا نہ کسی نے پہنچنے کی تمنا کی)

۳۔یارسول اللہ ﷺ! تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام نے وہاں (مسجد اقصیٰ میں) حضور ﷺ کو اپنا امام وپیشوا بنایا جس طرح آقا اپنے خادموں کا مقتدا ہوتا ہے۔

۴۔جن مدارج عالیہ پر آپ متمکن کئے گئے ان کی قدر ومنزلت بہت بڑی ہے اور جو نعمتیں آپ کو دی گئیں، ان کا حصول کسی غیر کے لئے بہت مشکل ہے۔

۵۔مسلمانو! یہ مژدہ خاص ہمارے لئے ہے کہ ہمارے لئے برکت ورحمت کا ایک ستون ہے جو گرنے والا ہی نہیں (بلکہ مضبوط ہے اور ہمیشہ کے لئے ہمارا سہارا ہے)

عظمت میں برکت:اس آخری شعر پر غور فرمایئے ہمارے نبی اکرم واعظم ﷺ کو جو رفعت وعظمت اور جلالت ووجاہت ملی ہے، اس سب کا فائدہ ہم غلامانِ رسول ﷺ کو ہے۔سوچئے اگر کسی شخص کا درجہ بڑھ جائے تو فرمایئے اس کے اہل خانہ اور اعزہ واقارب کو فائدہ ہوگا یا نہیں۔نہیں بلکہ ہر نوکر چاکر بلکہ ہر متعلق وآشنا کو بھی فائدہ ہوگا۔ہاں دشمن کو خطرہ ہوسکتا ہے اس لئے اپنی سوچ کے مطابق وہ یہی خیال کرے گا کہ اس کی مشکلات میں اضافہ ہوگیا۔

یہاں تو جس کے درجے بڑھتے جارہے ہیں اور ایک ایک آن میں جسے بہت اونچا لیجایا جارہا ہے، وہ رحمۃ للعلمین ہے۔پھر اس کی برکت کا یہ عالم ہے کہ اپنے تو اپنے اس کے ہوتے ہوئے بدترین دشمن کو بھی عذاب نہیں دیا جاتا

وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم (الانفال . ۳۳)

ترجمہ:اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک تم اے محبوب ان میں تشریف فرما ہو۔

ایسے 'رحمۃ للعلمین' کا مزید اوج وعروج پانا کتنا بابرکت اور امت کے حق میں مثمر ومفید ہے۔اپنے آقا ومولا علیہ التحیۃ والثناء کی مزید ترقی

درجات ومراتب کی یہ خوشی فطرت ایمان کا اولین تقاضا ہے۔ یہی وجہ ہے امت جہاں میلاد شریف کی عید مناتی آئی ہے، معراج شریف کی محفلیں بھی سجاتی آئی ہے۔ ہاں ہاں اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کے خداداد فضائل و مناقب سے خوش ہونا اہل ایمان کو خود قرآن پاک نے سکھایا ہے، چنانچہ فرماتا ہے

یایھا النبی انا ارسلنک شاھدًا ومبشراً ونذ یراً o وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیر اً o وبشر المومنین بان لھم من اللہ فضلاً کبیر اً o (الا حزاب ۳۳)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر وناظر، اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب' اور ایمان والوں کو خوشخبری دو، کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

فی الواقع جوں جوں نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی شان وعظمت بڑھتی جائے گی، اہل ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے 'فضل کبیر' کی بشارات میں اضافہ ہوتا جائے گا اور ان فضائل ومناقب سے جس کو چڑ ہوگی یہ اس کے کفر ونفاق کی دلیل ہوگی اور اس کے ناری وجہنمی ہونے کا مسئلہ واضح ہوتا جائے گا۔

موجودہ افراتفری اور نفسانفسی کے دور میں انسان کو ٹھنڈے دل سے مذہب کو پرکھنے کی فرصت نہیں۔ آج ہماری ساری تگ ودو 'معاشیات' میں گم ہو کے رہ گئی ہے ورنہ کسی بھی آدمی کے بارے میں ایمان اور کفر ونفاق کا فیصلہ زیادہ مشکل نہیں رہا۔ جس کو دیکھو کہ حضور پر نور ﷺ کے فضائل و محاسن کر خوش ہوتا ہے، اسے مومن سمجھو اور قرآن کی زبان میں فضل کبیر کی بشارت دو۔ یونہی جسے دیکھو کہ حضور پر نور ﷺ کے فضائل ومحاسن کر معاذ اللہ بیزار سا ہو جاتا ہے، اسے منافق جانو اور اللہ کے 'قہر کبیر' سے بچانے کی تدبیر کر دیا کم از کم اس سے بچ جاؤ کہ کہیں تمھیں کو نہ لے ڈوبے۔ قرآن پاک نے ایسے ہی بدبختوں کے بارے میں فرمایا ہے

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین o (الانعام . ۶۸)

ترجمہ: تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

اور حدیث پاک میں آیا

فایا کم و ایا ھم لا یضلو نکم ولا یفتنونکم (مسلم)

ترجمہ: سو تم ان سے دور رہو کہ تمہیں کہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔

بہر حال بات تو ہو رہی تھی واقعہ معراج اہل ایمان کے لئے اتنا اہم ہے کہ چودہ سو سال سے اس کا ذکر متواتر ہو رہا ہے۔ شاعر نے شعر میں اور ناثر نے نثر میں ذکر معراج کر کے خود سکون لیا اور دوسروں کو سکون دیا۔ اسی ضمن میں امام بوصیری قدس سرہ کے چند اشعار کا حوالہ دیا تھا کہ آخری شعر نے چونکا کے رکھ دیا۔ امام صاحب نے جو کچھ فرمایا معلوم ہوتا ہے قرآن کی روشنی میں فرمایا ہے۔ (اور بات کرنے والا اگر کتاب وسنت کی روشنی میں بات نہ کرے تو اس میں کیا وزن رہ جاتا ہے) مگر ذکرِ معراج تو اس قصیدے سے بھی بہت پہلے شروع ہو گیا تھا۔ چنانچہ شاعرِ دربارِ رسالت حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ایک طویل نعت کے آخر میں عرض کرتے ہیں۔

وانــــت مــــقــــدم دنيــــا و اُخــــرىٰ

وصلے خلف ظہرک انبیاء

فسبحن الذی اسراک لیلا

وفی المعراج کان لک ارتقاء

ونلت من السعادۃ منتہا ھا علوا دون رفعتہ العلاء

وادناک الالہ کقاب قوس

مع التنزیہ و الکشف العظاء

خلقت مبرا من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

واجمل منک لم ترقط عین

واکمل منک لم تلد النسآء

علیک صلوۃ ربی ما توالت

دھورا او ملا صبحا مساء

ترجمہ:

۱۔ اورآپ دنیاوآخرت کے پیشوا ہیں اورآپ کے پیچھے تمام انبیاء نے نماز پڑھی ہے۔

۲۔ پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کورات کو سیر کرائی اورآپ کے لئے شب معراج میں بلندی عظیم تھی۔

۳۔اوراپنی انتہائے سعادتمندی کے باعث ایسی بلندی کو پہنچے کہ تمام رفعتیں اس کے مقابل پست ہیں۔

۴۔اورقریب کیا آپ کواللہ پاک نے کمان کے فاصلہ کے برابر پاکی کے وصف کے ساتھ اور کھل گیا پردہ

۵۔ اے اللہ کے محبوب آپ تمام عیبوں سے پاک پیدا کئے گئے ہو گویا آپ پیدا کئے گئے ہو جیسا آپ چاہتے تھے۔

۶۔اور ہرگز کسی آنکھ نے آپ سے بزرگ تر نہیں دیکھا اور عورتوں نے آپ سے کامل تر نہیں جنا۔

۷۔آپ پر خدائے پاک کی رحمت ہو، جیو جب تک کہ زمانہ رہے یا جب تک صبح اور شام ہوتی رہے

(ترجمہ از جناب سید عابد میاں یکےازعلماءِدیوبند)

الغرض! اسلام کے ہر دور میں جس کسی کو بھی حضور پرنور ﷺ کی نعت پاک لکھنے کا شرف ملا، اس نے ذکر معراج کو فراموش نہیں کیا۔وجہ یہ ہے کہ نعت ہے عظمت مصطفےٰ ﷺ کا بیان اور ہر واقعہ معراج کا ہر پہلو اول سے آخر تک بالکل منفرد انداز میں حضور انور ﷺ کی یکتائی ہی کا بیان ہے۔

قرآن کا انداز: حقیقت یہ ہے کہ حضور پرنور ﷺ کی معراج مقدسہ کی اہمیت بھی ملت اسلامیہ نے اولاً قرآن پاک ہی سے سیکھی ہے۔ اللہ کی اس آخری ودائمی کتاب میں اس بے مثال واقعے کا ذکر دو بار آیا ہے' ایک بار سورۃ بنی اسرائیل اور پندرھویں پارے کی پہلی آیت اور دوسری بار ستائیسویں پارے کی سورہ والنجم کے پہلے حصے میں۔۔۔۔ یہاں فی الحال سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت درج کی جاتی ہے

سبحن الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بر کنا حوله لنریه من ایتنا ط انه هو السمیع البصیر O

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

آیت کا آغاز لفظ 'سبحن' سے کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعہ بہت حیران کن یا عقل شکن ہے۔ علت ومعلول (Cause and effect) کے سارے تانے بانے اِدھر ہی رہ جاتے ہیں' اللہ کا حبیب ﷺ فلسفہ اور سائنس کی ساری حدبندیوں سے وراء الورا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اس محبوب ومطلوب ﷺ کی شان وعظمت کو کیمسٹری اور فزکس کے قوانین سے سمجھنے کی کوشش کرنا ایمان کے نقطۂ نظر سے کم ظرفی، کور ذوقی اور بے ادبی ہے۔ جو فلسفہ اور سائنس تا حال جنات کے وجود کو نہیں دریافت کر سکا وہ فرشتوں کی لطافت کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ جنت اور دوزخ کے حقائق اس پر کیوں کر واشگاف ہو سکتے ہیں جو ہنوز 'چندو چگون' کی ظلمات میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہے اسے صبح یقین کے اجالوں کی کیا خبر؟ عالم غیب (یعنی غیب کا جہاں) کے ان عنوانات کا تعارف وہی کرا سکتا ہے جو عالم غیب (یعنی غیب جاننے والا) ہو۔ ہاں یہ مشکل ترین کام انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے کہ اسرار غیب کھولیں اور ایسے لوگ تیار کریں جو **یومنون بالغیب** (یعنی وہ غیب پر ایمان رکھتے ہوں) کے مصداق ہوں۔ بہر حال سائنس اور فلسفہ اس راہ پر چلنے سے قاصر ہیں ہاں حضرت اقبال جیسا عاشق رسول ﷺ جو علوم جدیدہ کے مراحل سے گزرنے کے بعد بھی ایمان کا لذت آشنا رہے تو الگ بات ہے۔ یہی حقیقت یہی حقیقت ہے' جس کا اظہار انہوں نے کرتے ہوئے فرمایا ہے

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ ونجف

سائنس اور فلسفے کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں مگر ان کی حدود کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ یہ علوم کالجوں، یونیورسٹیوں سے ملتے ہیں اور پروفیسر صاحبان کے ذریعے سے' مگر ان کی حدود کی سمجھ آتی ہے دین سے' جو اللہ والوں کے ہاں سے میسر آتا ہے۔ بقول اکبر الہ آبادی

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

بہر حال **سبحن** کہہ کر یہ حقیقت کھولی جا رہی ہے کہ اگر کوئی واقعہ معراج سن پڑھ کر اسے ناممکن سمجھتا ہے تو اسے جان لینا چاہئے کہ جس ذات پاک نے اپنے پیارے بندے کو معراج سے مشرف فرمایا ہے' اس کے لئے کوئی چیز بھی ناممکن نہیں ہے۔ وہ **علی کل شیی قدیر** یعنی قادر مطلق ہے پھر یوں سوچئے اگر وہ ایسی معراج نہیں کرا سکتا تو یہ نقص ہوا اور اس کی قدرت کے لئے عیب۔ جب وہ عیب سے پاک ہے تو اس کی قدرت

میں نقص وعیب کیونکر ہوسکتا ہے۔ لہٰذا واقعہ معراج جس میں اللہ نے اپنے بے مثال محبوب بندے کو بیداری میں جسم وروح کے ساتھ عالم بالا کی سیر کرائی ہے، یقیناً شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

دیکھا آپ نے معراج کا وقوع خداوند کریم کے قادر مطلق ہونے کی دلیل اور خداوند کریم جل مجدہ کا قادر مطلق ہونا معراج کے وقوع کی دلیل۔ یہی وضاحت ہمارے اس مضمون کا اصل مقصود ہے کہ محبوبان خدا کے کمالات توحید کے دلائل ہیں اور یہ کمالات اسی قادر مطلق کے عطا فرمودہ ہیں' ان کے ذاتی نہیں۔ جو جتنا بلند مرتبہ بندہ ہے' اسے اتنا ہی بڑا مظہر قدرت بنایا جاتا ہے اور جس کو جتنا بڑا مظہر قدرت بنایا گیا ہے' وہ اتنا ہی بلند مرتبہ محبوب ہے۔ وہ لوگ جو اس کے معجزات وکمالات وکرامات پر یقین رکھتے ہیں' انہیں اللہ کی ذات وصفات پر اتنا ہی یقین زیادہ ہوتا ہے اور جو ان کا انکار کرتے ہیں' اپنے انکار کی شدت کے حساب سے وہ اتنا ہی توحید کے بارے میں مذبذب ہوتے ہیں یہ جو ہمارے ہاں ایسے مواقع پر بعض لوگ انکار کرتے ہوئے 'شرک' کا بہانہ گھڑ لیتے ہیں یہ محض اپنے ضعف ایمان کو چھپانے کی خوبصورت تدبیر ہے۔ ہاں ہاں جو توحید کی واضح دلیل ہو، اسے شرک قرار دینا معاذ اللہ ایک شیطانی چال کے سوا کچھ نہیں۔ مثلاً حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی کی سواریوں کو زندہ کر دیا، تو کیسے زندہ کیا' کوئی نہیں کہتا کہ یہ ان کی اپنی طاقت تھی سب کے ذہن وزبان پر ایک ہی بات ہوتی ہے کہ انہیں اللہ جل شانہ نے اپنے سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع سے راضی ہو کر مردے زندہ کرنے کی طاقت بخشی تو کیا یہ اللہ کی قدرت کاملہ' عقیدہ توحید' صداقت اسلام' عظمت رسول ﷺ' اور برکت اتباع سنت کی دلیل نہیں۔ مگر کیا کیا کیجئے۔ دور حاضر کے بزرجمہروں نے جنھوں نے بالکل برعکس نتیجہ نکالا۔

خرد کا نام جنوں پڑ گیا ، جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

بہر حال اللہ نے آیت معراج کے آغاز میں **سبحن** فرما کر ہمارے حق میں فیصلہ دیا۔ دیکھیں اپنے رب کے فیصلے کے سامنے کون سر تسلیم خم کرتا ہے اور کون اپنے واہی تباہی مزعومات وخیالات سے باز آتا ہے۔

لطیف ترین: ہم نے اوپر عرض کیا ہے کہ سائنس وفلسفہ کے زور سے فرشتوں جیسی سراپا لطافت مخلوق کو سمجھ سکنا ممکن نہیں، پھر حق یہ ہے کہ معراج جس شخصیت مقدسہ کے 'سیر' کا نام ہے، وہ کائنات کی لطیف ترین حقیقت ہے۔ حور وفرشتہ تو ایک طرف، انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی ارواح طیبات بھی ان کے جسم کی لطافت کو پانا تو ایک طرف اسے سمجھ بھی نہیں سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کوئی فرشتہ یا کسی نبی علیہ السلام کی روح مقدسہ بھی نہیں پہنچ سکی جہاں حضور پرنور جسم اقدس سمیت تشریف لے گئے ہیں۔ ہاں یہ جسم پاک کائنات میں لطیف ترین ہے' اس سلسلے میں امام ربانی مجدد منور الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی سنئے۔

چوں وجود آں سرور علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام در عالم ممکنات نباشد بلکه فوق ایں عالم باشد ناچار او را سایه نبود . ونیز در عالم شهادت سایه شخص از شخص لطیف تربست و چوں لطیف تر از وے در عالم نباشد اورا سایه چه صورت وارد علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات (دفتر سوم حصه نهم مکتوب ۱۰۰)

ترجمہ: چونکہ آنحضرت ﷺ اس عالم ممکنات میں سے ہیں بلکہ اس سے بالاتر ہیں' ناچار آپ کا سایہ نہیں تھا۔ نیز

عالمِ شہادت میں شخص کا سایہ شخص سے لطیف تر ہوتا ہے چونکہ عالم میں آپ سے زیادہ لطیف تر چیز کوئی نہیں لہٰذا سایہ کیسے ممکن ہو ۔علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰت واکمل التحیات۔

اب لطیف ترین شخصیت کا قلیل ترین مدت میں طویل ترین سفر کرنا عقل کی حدود میں آسکتا ہو تو سفر غیر محدود اور عقل محدود کیوں کر ہو یہاں تو ایمان ہی کام آسکتا ہے، خدا کے قادر مطلق ہونے صاحب معراج کے لطیف ترین ہونے پر۔

عقل کچھ آستاں سے دور نہیں — اس کی قسمت میں پر حضور نہیں
علم میں بھی سرور ہے لیکن — یہ وہ جنت ہے جس میں حور نہیں
دل بینا بھی کر خدا سے طلب — آنکھ کا نور دل کا نور نہیں!

بیان معراج: بہر حال اب واقعہ معراج کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تفصیل کے ساتھ نہیں بلکہ یہاں صرف وہ روایات درج ہوں گی جن سے حضور پر نور، سید کل، ختم الرسل حضور احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی عظمت یکتا واشگاف ہوتی ہے۔ حقیقت میں معراج اسی عظمت یکتا کو عالم آشکارا کر نے کے لئے کرائی گئی اور اس خصوصی انداز میں اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے بلکہ مخصوص اسلوب میں بیان کرنے کا اصل مقصد یہی نظر آتا ہے

سب سے پہلے اس آیت کا آغاز سبحن سے کیا گیا۔ جیسا کہ کچھ ذکر اوپر آچکا، اس کا مطلب ومقصد بھی معراج اور صاحب معراج کی عظمتِ یکتا کا بیان تھا۔ پھر دیکھئے، اسریٰ (یعنی سیر کرائی) معراج شریف پر اعتراض کرنے والوں کو سمجھایا جارہا ہے، محبوب نے جانے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہم نے لیجانے کا دعویٰ کیا لہذا منکرین شانِ مصطفےٰ خوب یاد رکھو تمہاری لڑائی واللیل کی زلفوں والے اس محبوب مکرم ﷺ سے نہیں بلکہ مجھ سے ہے۔ ہم نے الفاظ کی تنگ دامانی کے پیش نظر جانے یا لیجانے کی بات کی ہے، ورنہ اللہ نے 'اسریٰ' فرمایا گویا معراج محبوب کے سفر کا نہیں، سیر وتفریح کا حال ہے۔ سفر میں تھکن بھی ہوتی ہے اور دوسرے حادثات وغیرہ بھی ہوجاتے ہیں مگر یہاں تو رحمت ہی رحمت اور فرحت ہی فرحت ہے، اس کا سفر کی صعوبتوں سے کیا واسطہ۔ یہاں تو گویا یہ مقصود تھا کہ اے محبوب ﷺ! مکہ وطائف کے باسی اگر تیری عظمت کے منکر ہیں تو یہ ان کا اپنا نقصان ہے۔ اوپر آیئے، فرشتوں کی فوج ظفر موج دیکھ جایئے جو آپ کے ایک اشارۂ ابرو پر سب کچھ کرنے کو تیار ہیں۔ دیکھئے یہ کس ذوق وشوق سے درود وسلام میں مگن رہ کر اپنی وفاداری کا ثبوت پیش کررہے ہیں۔ ہاں ہاں یہ سب آپ کے گیت گانے والے ہیں۔ ان اَن گنت معصوم قدسیوں میں ایک بھی درود وسلام کا منکر نہیں، پیارے جنت کے جو گلزار آپ کے غلاموں کیلئے اور جہنم کے جو شعلہ زار آپ کے دشمنوں کے لئے تیار کئے ہیں، دیکھ جایئے۔

خلیل وکلیم: ہاں اسریٰ میں ایک اور نکتہ بھی دامن دل کھینچ رہا ہے، وہ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کچھ ایسے ہی موقع پر قرب چاہا تھا تو اس کا ذکر انھوں نے یوں کیا تھا

وقال انی ذاھب الی ربی سیھدین ۝ (الصفت۔۹۹)

ترجمہ: اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، اب وہ مجھے راہ دے گا۔

انی ذاھب (یعنی میں جانے والا ہوں) سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے رب کی طرف جانے کا شوق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تھا۔ مگر اسریٰ (یعنی رب نے سیر کرائی) سے ظاہر ہوتا ہے کہ شوق بلانے والے کو تھا (قرآنی عبارت کے انداز سے یہی بات معلوم ہورہی ہے ورنہ معاذ اللہ یہ کیونکر

کہا جاسکتا ہے کہ حضور پر نور ﷺ کو ملاقات کا شوق نہیں تھا۔ ہاں جب اللہ اپنا شوق ملاقات ہی ظاہر فرمائے تو اس کے حبیب کریم علیہ الصلوۃ و التسلیم کی شان بیحد بڑھ جاتی ہے) روایات میں حضرت جبریل علیہ السلام نے بھی خدا کے شوق ملاقات کا اظہار فرمایا تھا، مثلاً

یا محمد ان ربک یشتاق الی لقائک (اوکما قال)

ترجمہ: اے ذات ستودہ صفات بیشک تیرا رب تیری ملاقات کا مشتاق ہے

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا سیھدین (اللہ مجھے عنقریب راہ دے گا) بھی قابل غور ہے خصوصاً اس وقت جب خدا نے خود نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا **و یھدیک صراطاً مستقیما** (تاکہ تمہیں سیدھی راہ دکھادے) سوچا آپ نے ایک طرف آرزو کا اظہار ہے مگر تکمیل آرزو کا ذکر نہیں دوسری طرف آرزو مذکور نہیں مگر تکمیل آرزو کا مژدہ دیا جارہا ہے کیوں نہ ہو وہ خلیل ہیں یہ حبیب ہیں (علیہما الصلوۃ والسلام)

یہی حال موسیٰ علیہ السلام کے ان کی شان کے لائق معراج کا ہے۔ جناب کلیم شوق لے کر گئے مگر وصل مقصود، حد مقصود تک نہ ہوا۔ چنانچہ انھوں نے کہا **رب ارنی** (یعنی اے رب مجھے اپنا آپ دکھا) جواب دیا گیا **لن ترانی** (یعنی تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) فرق بالکل ظاہر ہے۔ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو یہ جواب نہیں دیا گیا کہ **لن یرانی احد** (یعنی مجھے تو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا)

گویا اے موسیٰ تمھارے لئے انکار ہے مگر سب کے لئے انکار نہیں۔ تم تو نسبتاً بہت ہی آسان سی صفاتی تجلی سے بیہوش ہو جاتے ہو۔ اس لئے تمھارے لئے **لن ترانی** کا جواب مناسب ہے۔

حضور ﷺ نے اپنے اللہ کو دیکھا یا نہیں۔ اس عنوان پر علماء کرام میں بحث رہی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں اگر سب کے لئے دیدار خداوندی ناممکن ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام سے لن ترانی (یعنی تو نہیں دیکھ سکتا) کے بجائے لن یرانی احد (یعنی مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا فرمایا جاتا ہاں ہاں 'لن ترانی' سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب کے لئے دیدار ناممکن نہیں کم از کم ایک تو ایسا ضرور ہونا چاہئے۔ جو دیدار کر کے **لن ترانی** کی معنویت کے ظہور کا سبب ہو ورنہ اگر ایک بھی دیدار کے قابل نہ ہو تو **لن ترانی** کا جواب فصاحت ہی کے خلاف ہوگا۔

اب پھر وہی بات جو حضرت خلیل علیہ السلام کے باب میں کہی گئی کہ وہ اپنی خواہش سے گئے تھے یہاں بھی دہرائی جاتی تھی۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا بھی یہی حال ہے، مگر صاحب معراج حبیب خدا ﷺ کو باقاعدہ بلایا گیا تھا اور اس پر خود اسریٰ بھی شاہد ہے۔ ٹھیک فرمایا کسی نے

طور اور معراج کے قصے سے ہوتا ہے عیاں　　　　اپنا جانا اور ہے ان کا بلانا اور ہے

بلکہ اسریٰ کے قرآنی لفظ کے علاوہ حدیث پاک کا حضور ﷺ کو بار بار ادن منی (میرے قریب ہو) فرمایا جانا اس حقیقت کو بہت زیادہ واشگاف کر دیتا ہے۔ اعلیٰحضرت نے خوب فرمایا

بڑھ اے محمد ﷺ، قریں ہو احمد، قریب آ سرور مجد ﷺ
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی، یہ کیا سماں تھا، یہ کیا مزے تھے

سیدھے سادھے انداز میں یوں سمجھئے کوئی کسی کو بڑے اہتمام سے بلائے، معززین کے ایک ہجوم کو مہمان کے لئے سواری دے کر بھیجے، راستے میں مختلف منزلوں پر استقبالیہ کمیٹیوں کا اہتمام بھی کرے اور جب وہ محبوب منزل مقصود کے بالکل قریب آ جائے تو صاحب خانہ گھر کے دروازے بند کرے اور ملنے سے انکار کر دے۔ اگر عام اخلاقیات میں اس کا تصور نہیں ہو سکتا تو رب محمد ﷺ کی شان بندہ نوازی کے تو قطعاً خلاف ہے

کہ جس محبوب کو اس نے خود بلایا ہے اسی کو دیدار نہ کرائے۔ یہاں تو جو صورت حال تھی اس کے تصوراتی نقشے کے مطابق بقول حضرت اقبالؒ علیہ الرحمہ یہ فرمایا جارہا تھا۔

قدم بیباک تر نہ درحریم جان مشتاقاں   تو صاحبخانہء آخر چرا دزدانہ می آئی

عبدیت: اب آخر میں ایک اور وضاحت بھی ضروری ہے۔ معراج ہوئی تو اس کی بنیاد یا وجہ کیا تھی۔ اگلے لفظ پر غور کیجئے بعبدہ (اپنے عبد کو) گویا معراج کا سبب اور بنیاد بندے کا ذوق بندگی ہے۔ جو جتنا عبد (یا بندہ) ہے یا جس میں جتنی بندگی (یا عبدیت) ہے، اس کو اتنی ہی معراج کرائی جائے گی۔ بندگی کامل ہوگی تو معراج بھی کامل اور اگر بندگی کامل ترین ہو تو معراج بھی کامل ترین۔ امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ نے بھی عام صوفیہ صافیہ علیہم الرحمتہ کے علم الرغم محبت کی بجائے عبدیت کو افضل قرار دیا ہے۔ میرا حاصل مطالعہ یہی ہے کہ سب اولیاء اللہ کاملین ہیں۔ اسی لئے ہر ولی کے لئے فارسی اور اردو تصوف کی کتابوں میں لفظ کامل استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ع بوسہ زن بر آستان کاملے اندر سے قلب و روح کی بیماریاں نکل جائیں اور پرواز روحانی میں جو رکاوٹیں ہیں دور ہو جائیں تو بندہ کامل ہو جاتا ہے۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ اور ان کے مرید صادق حضرت اقبال علیہ الرحمہ 'کامل' اور 'کاملان' جیسے الفاظ عام استعمال میں آئے ہیں۔ چنانچہ ہر ولی کامل اور جوں جوں ترقی کرتا ہے، کامل تر ہوتا جاتا ہے۔ ہر نبی بھی اللہ کا عبد تو ہے مگر اس کی عبدیت ولی کی عبدیت کے مقابلے میں بہت زیادہ کامل اور بلند ہوتی ہے۔ پھر نبیوں میں جس کو جتنی فضیلت حاصل ہے، دراصل اس کی عبدیت کے حساب سے ہے۔ غرض جوں جوں عبدیت میں ترقی ہوگی، فضائل میں اضافہ ہوگا۔ ہم جیسے گنہگار تو کسی ولی کی عبدیت کو نہیں سمجھ سکتے، چہ جائیکہ کسی نبی علیہ السلام کی عبدیت کو سمجھنے کا دعویٰ کریں اور سمجھانا تو اور بھی مشکل ہوتا ہے۔ پھر ان انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا سید و سالار اور مقدام و امام وہ محبوب ﷺ یکتا ہے۔ جو پیکر عبدیت ہے اور جس نے اپنی امت کو اپنی رسالت سے بھی پہلے اپنی عبدیت کی گواہی پر تیار کیا۔ دیکھ لو

اشھدان محمد أ رسولہ   یا

اشھد ا ن محمد أ رسولہ و عبدہ نہیں کہلوایا

بلکہ ان الفاظ میں گواہی کی تلقین کی **اشھد ان محمد ا عبدہ و رسولہ**

یہاں تو گواہی کے سلسلے میں نام نامی کا مذکور ہونا ضرور تھا ورنہ قرآن پاک میں جہاں بھی عبدہ کے ساتھ نام پاک مذکور ہوا ہے، اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات پاک ہے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام میں سے جس کے لئے بھی عبدہ آیا، ساتھ اسم گرامی بھی آیا، مگر ایک حضور پرنور ﷺ ہیں کہ انداز منفرد ہے۔ ہاں ہاں یکتا کے لئے انداز بھی یکتا ہونا چاہیے۔

آخر میں یہ عرض کر دو کہ عبدیت اور بندگی سے کیا مراد ہے۔ اس کا آسان سا مفہوم تو ذہن کی یہ کیفیت ہے کہ میرا اپنا کچھ نہیں، سب کچھ میرے مالک کا ہے، میرے رب کا ہے۔ مالک کی رضا کے سوا کوئی رضا نہیں، مالک کے ارادے کے سوا کوئی ارادہ نہیں۔

آپ نے احادیث میں دیکھا ہوگا کہ حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے ہیں تو فرماتے ہیں **والذی نفسی بیدہ** (یعنی جس کے ہاتھ میری جان ہے) یا **والذی نفس محمد بیدہ** (جس کے ہاتھ محمد ﷺ کی جان ہے) مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے انکار جہاد کے بعد اپنی وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے رب کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

قال رب انی لا املک الا نفسی و اخی فافرق بیننا وبین القوم الفسقینo (المائدہ۔۲۵)

ترجمہ: موسیٰ نے عرض کی اے رب میرے مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا تو تو ہم کو بے حکموں سے جدا رکھ

اگر چہ موسیٰ علیہ السلام کا مقام عبدیت بہت بلند ہے جہاں بڑے سے بڑا ولی بلکہ صحابی بھی نہیں پہنچ سکتا مگر دیکھ لو پھر بھی اپنے اور اپنے بھائی کے مالک ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ مالک ہونا بھی تو ایک بات ہے اور محبوب ﷺ کریم کے یہاں جان تک کو بھی اپنے قبضے میں نہیں سمجھا جاتا۔ بندہ پیکر نیاز بن کے کہتا ہے 'میرا کچھ نہیں، سب کچھ میرے مالک کا ہے، اور مالک دلنواز اعلان کرتا ہے 'سب کچھ تیرا ہے'۔ اور جو تیرا نہیں، وہ میرا نہیں۔

اب قصہ معراج شریف کی طرف غور کیجئے۔ جو اس پائے کا عبد ہے کہ خود کو کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کا مالک بھی نہیں سمجھتا، بلکہ اپنے خدا کو اپنی ہر شے کا مالک جانتا ہے اور انتہائے نیاز و تواضع سے اپنے خدا کی بارگاہ میں پیش ہوتا ہے، وہ کسی سیر و تفریح کا پروگرام خود کیوں بنائے اور کسی بات حتیٰ کہ ترقی یا شرف تک کا مطالبہ خود کیوں کرے، وہ تو اپنی عبدیت کے تقاضوں میں گم ہے اور اپنی ہر چیز اپنے مالک کے سپرد کر چکا ہے۔ جو عبد اس مقام تک ابھی نہیں پہنچا وہ **انی ذاھب** (یعنی میں جانے والا ہوں) کہے گا اور جو عبدیت سے سرشار ہے اس کے لئے 'اسریٰ' کا پروگرام ہوگا۔ بلا تشبیہ محض وضاحت کے لئے عرض کیا جاتا ہے کہ جو مرید فنافی الشیخ یا اس کے قریب ہو جائے اور اپنا سب کچھ اپنے شیخ کے حوالے کر کے اسی کے اشارہ ابرو پر چلے، وہ دوسرے مریدوں سے منفرد ہوتا ہے۔ کیونکہ باقی مرید اپنا پروگرام خود ترتیب دیتے ہیں مگر جو شیخ پر سب کچھ نثار کر چکا اور اس کا مرید نہیں، 'مراد' بن گیا اس کے اہم امور کا ذمہ دار خود شیخ ہوگا۔

سیرت مقدسہ کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ مکہ و طائف کے لوگوں نے اس مقصود کائنات اصل موجودات علیہ افضل الصلوات و اکمل التسلیمات کے ساتھ بدترین سلوک کیا۔ مگر پھر بھی اس حبیب پاک سرور لولاک ﷺ نے ان کے خلاف دعائے ہلاکت نہ فرمائی۔ آخر کیوں؟ اس خیال سے کہ یہ میرے رب کی مخلوق ہے۔ میرا کام تو اسے عذاب سے بچانا ہے، عذاب میں دھکیلنا نہیں۔ میرے ذمے ان کی حفاظت ہے، ہلاکت نہیں۔ میرے رب کو اپنی مخلوق سے پیار ہے، چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

الخلق عیا ل اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ (بیہقی)

ترجمہ: ساری مخلوق (گویا) اللہ تعالیٰ کا گھرانہ ہے پس مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کے گھرانے سے اچھا سلوک کرے

کون نہیں جانتا اللہ کی ساری مخلوق میں وہ شخصیت کونسی ہے جسے انسانیت کا محسن اعظم سمجھا جاتا ہے۔ (ﷺ) اور بالیقین جو انسانیت کا محسنِ اعظم ہے، وہی اللہ کا حبیب اعظم ﷺ بھی ہے۔ ادھر مکہ و طائف کی گلی بازاروں میں دل آزاری کی انتہا کی جا رہی ہے اور ادھر لامکاں میں دلنوازی بھی پورے جوبن پر ہے۔ ادھر زمین پر لہولہان کرنے کا سماں ہے، ادھر آسمان سے آواز آ رہی ہے۔

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں　　　خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

یہاں آخری مغل تاجدار کے ایک شعر سے لطف اندوز ہو جایئے۔ یہی گویا فلسفہ معراج ہے۔

دیا اپنی خودی کو جو ہم نے مٹا، وہ جو پردہ سا تھا بیچ میں نہ رہا
رہے پردے میں اب نہ وہ پردہ نشیں، کوئی دوسرا ان کے سوا نہ رہا

☆☆☆

مسائل دینیہ

محقق دوراں، جناب مفتی حضرت علامہ نصر اللہ صاحب آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوچ سے افضل عمل:

یحیٰ بن یحیٰ کہتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی موت کے وقت ربیع کی ایک روایت بیان کی کہ: کسی شخص کو نماز کے مسائل بتلانا روئے زمین کی تمام دولت صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور کسی شخص کی دینی الجھن دور کردینا سوچ کرنے سے افضل ہے۔ اور ابن شہاب زہری کی روایات سے بتایا کہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے راوی کہتے ہیں اس گفتگو کے بعد امام مالک نے کوئی بات نہیں کی اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ (بستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ص:۱۳۹)

مکتوب شاھدرہ لاھور

حافظ صاحب آج کل بدعقیدگی کا دور دورہ ہے ہمارے پاس ایک کارڈ آیا ہے جس پر لکھا ہوا ہے ,,اسلامی عقیدہ قرآن وسنت کی روشنی میں اور اس میں یہ عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔ غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے، ہدایت محمد رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں بھی نہیں، قبر میں دفن شدہ لوگ نہیں سنتے، مشکل کشا، حاجت روا، غریب نواز اللہ کے سوا کوئی نہیں، دعاؤں میں فوت شدہ لوگوں کا وسیلہ ڈالنا مشرکانہ عقیدہ ہے، سب انبیاء بشر تھے نور نہیں تھے۔ وغیرہا۔

حافظ صاحب آپ اس کارڈ کے جوابات ہوسکیں تو ,,الحقیقہ،، میں تحریر فرمادیں تاکہ عام مسلمان بھی ان گمراہ کن خیالات سے بچ سکیں جزاک اللہ خیرا۔ (ممبران گذارشات اہل شاہدرہ لاہور)

حافظ محمد نثار عطاری خطیب جامع مسجد انوار مدینہ، محمد شہزاد عطاری، محمد ظہیر عطاری، محمد اشتیاق عطاری، محمد کامران حیدر عطاری، محمد نوید ادریسی، ڈاکٹر خالد علی، نور محمد، فیصل محمود نقشبندی۔

جواب: اس کی ایک قسط ,,الحقیقہ،، کے مئی کے شمارہ ص ۱۲ پر چھپ چکی ہے جس میں علم غیب اور حاضر وناظر کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے اب دوسری قسط حاضر ہے۔

حقیقی اور ذاتی مشکل کشا حاجت روا دافع البلا اللہ کے علاوہ کوئی نہیں لیکن اللہ کی عطا سے اللہ کے بندے مشکل کشا حاجت روا دافع البلا ہوسکتے ہیں

مشکل کشا حاجت روا ہونا یہ صفات خاصہ خداوندی نہیں ہیں کہ دوسروں میں نہ ہوسکیں جیسا کہ علم، قدرت، سننا دیکھنا وغیرہ ایسی صفات ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں کو عطا کردی ہیں۔ اللہ کی صفات مستقل اور ذاتی ہیں جبکہ بندوں کی یہ صفات غیر مستقل اور عطائی ہیں۔ مثلا اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر (سننے دیکھنے والا) ہے لیکن

اس نے بندوں کو بھی سمیع بصیر بنایا ہے (الدہر:۲)

ذیل میں قرآن وحدیث کی چند گواہیاں پیش خدمت ہیں ...انہیں پڑھیے! ...سمجھئے! ...اور اپنے عقائد کی اصلاح کیجئے!۔

﴿ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴾ یعنی تیرے رب کی عطاء پر کوئی پابندی نہیں (بنی اسرائیل: آیت:۲۰)

﴿ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴾ لوگو! تمہیں کیا ہو گیا تمہاری نظروں میں اللہ کا کوئی وقار نہیں۔ (نوح آیت ۱۳)

محبوبان خدا کے اختیارات اور تصرفات کا انکار کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ خدا کی دی ہوئی عظمتوں، فضیلتوں اور رفعتوں کا انکار کر کے خدا کے وقار کو کیوں مجروح کرتے ہیں۔

عن اسماء رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ

﴿ فَا اللّٰهُ كَافِيْكُمْ وَرَسُوْلُهُ ﴾ پس تمہیں اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔

(طبرانی 170/24 مجمع الزوائد 347/7 کتاب الایمان باب ماجاء فی الدجال)

کیا اللہ کے علاوہ کوئی مشکل کشا، حاجت روا، دستگیر گنج بخش، داتا، غریب نواز، غوثِ اعظم نہیں ہو سکتا؟

برقع پوش وہابی نے لکھا ہے اللہ کے علاوہ کوئی مشکل کشا، حاجت روا، دستگیر، گنج بخش، داتا، غریب نواز، غوث اعظم نہیں ہو سکتا لیکن اپنے دعوی کے مطابق ایک بھی دلیل پیش نہ کر سکا لیکن اگر اس کے ساتھ شروع میں صرف اتنا لکھ دیتا اللہ کے سوا کوئی حقیقی یا ذاتی مشکل کشا، حاجت روا، دستگیر، گنج بخش نہیں تو جملہ صحیح تھا۔ لکھا ہے مشکل کشا وہ ہے جو رزق دے، جس کے پاس خزانے ہوں، جو تکلیف دور کردے جو بیٹے بیٹیاں دے۔اب قرآن کی گواہیاں سنو کہ حقیقی مشکل کشا، حاجت روا کوئی نہیں باذن اللہ بندے بھی مشکل کشا، حاجت روا ہو سکتے ہیں۔

بندے رزق دیتے ہیں

رب تعالی فرماتا ہے ﴿ تقسیم کے وقت اگر رشتہ دار، یتیم اور مسکین آجائیں (فَارْزُقُوْهُمْ مِنْهُ) تو اس میں سے انہیں بھی رزق دو۔﴾ سورۃ النساء آیت ۸ پارہ ۴ رکوع ۱۲)

اب رزق کون دیں گے؟ بندے تو اس تعریف سے لازم آیا کہ بندے خدا بن گئے (معاذ اللہ) اس لئے یہ تعریف ہی غلط ہے وہابیوں کے ایک دو نہیں لاکھوں خدا بن جائیں گے۔

مشکل کشائی: قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے مہمان بھائیوں سے والد ماجد کی خیریت دریافت کی معلوم ہوا کہ وہ فراق یوسفی میں روتے روتے بصارت کھو چکے ہیں تو فرمایا: ﴿ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ﴾ میری یہ قمیص لے جاؤ میرے ابا جان کے چہرے پہ ڈال دو تو ان کی آنکھیں کی بینائی لوٹ آئے گی (سورہ یوسف آیت ۹۳ پارہ ۱۳)

دستگیر پریشانی دور کرنے والا حمایت کرنے والا

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴾

اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو محبوب تیرے پاس حاضر ہو کر معافی مانگیں اور رسول ﷺ ان کے لئے معافی مانگے یعنی ان کی حمایت کریں تو ضرور اللہ

کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے۔ (النساء آیت 64)

﴿ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ آمَنُوا ﴾ فرشتو تم مومنوں کو ثابت قدم رکھو یعنی ان کی دستگیری کرو۔ (الانفال:۱۲)

﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ ﴾ اچھے کاموں میں ایک دوسرے کی دستگیری کرو۔ (المائدہ:۲)

﴿ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً ﴾

جو اپنے بھائی کی پریشانی دور کرے اور حاجت روائی کرے تو اللہ اس کی حاجت روائی اور پریشانی دور کریگا۔

(بخاری حدیث 2262 کتاب 29 المظالم باب 3 لا یظلم المسلم) مسلم حدیث 4867 کتاب 49 الذکر باب 11 فضل الاجتماع، مشکوٰۃ 204 کتاب العلم

بندہ بندے کی حاجت روائی کر رہا ہے تکلیفیں دور کر رہا ہے تو کیا یہ خدا بن گیا؟ ہرگز نہیں وہی فرق کرنا پڑے گا ذاتی اور عطائی، حقیقی اور مجازی کا ورنہ وہابیوں کی تعریف سے انہیں خدا ماننا پڑے گا۔

مخلوق، مخلوق کے لئے باذن اللہ دافع البلاء ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا خَرَجْتَ مِنْ مَنْزِلِكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَمْنَعَانِكَ مِنْ مَخْرَجِ السُّوْءِ

وَاِذَا دَخَلْتَ اِلٰى مَنْزِلِكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَمْنَعَانِكَ مِنْ مَدْخَلِ السُّوْءِ

جب تو اپنے گھر سے باہر جائے تو دو رکعت نماز ادا کر یہ دو رکعات تمہیں بُرے خروج سے بچائیں گی (یعنی ہر قسم کی آفات کو تم سے دور کریں گی) اور جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو دو رکعت نماز ادا کر یہ دو رکعات تمہیں گھر میں بُرے داخلہ سے بچائیں گی۔

(رواہ البزار فی مسندہ 81- اس حدیث کی غیر مقلد وہابی سے توثیق دیکھو "سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ البانی" حدیث 1323)

حقیقتاً آفات اور مشکلات سے بچانے والا اللہ تعالیٰ ہے یہاں پر اس حدیث میں آفات سے بچانے کی نسبت نماز کی طرف کی گئی ہے کیونکہ وہ سبب ہے اس کو نسبت مجازی کہتے ہیں اسی طرح کسی اللہ کے ولی یا نبی کو مشکل دور کرنے والا مشکل کشا یا دافع البلا کہا جائے تو وہ بھی اس حدیث کی رو سے بالکل جائز ہوگا شرک یا بدعت ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ ان کو بھی مجازی طور پر مشکل کشا کہا جاتا ہے وہ بھی مشکل دور کرنے کا سبب ہوتے ہیں ان کی دعا سے بلائیں دور ہوتی ہیں رزق ملتا ہے

حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿اَلْاَبْدَالُ فِي اُمَّتِي ثَلَاثُوْنَ بِهِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ﴾ ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔ (طبرانی شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ﴿اِنِّي لَاَهُمُّ بِاَهْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰى عُمَّارِ بُيُوْتِي وَالْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِي عَنْهُمْ﴾ میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب میں اپنے گھر آباد کرنے والوں اور میری خاطر آپس میں محبت کرنے والوں اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو اپنا غضب ان سے پھیر

لیتا ہوں۔(جامع صغیر ،والدیلمی بیہقی الاوالعلی ص:۵۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللہَ عزو جل لَيَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ عَنْ مِائَةِ اَهْلِ بَيْتٍ مِنْ جِيْرَانِهِ الْبَلَاءَ

بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمانوں کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھر والوں سے بلائیں دور کرتا ہے۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط،الترغیب والترہیب کتاب البر باب الترہیب من اذی الجار حدیث ۳۷۸۷ تفسیر ابن کثیر سورہ بقرۃ آیت ۲۵۱)

ان دونوں حدیثوں سے اولیاء کرام کا دافع البلاء ہونا ثابت ہوگیا اب وہ اہل حدیث کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا جو ان حدیثوں کا انکار کردے

اولیاء کرام کو دافع البلاء، حاجت روا، مشکل کشا کہنا شرک و بدعت نہیں

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿كَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْادْوَاءِ﴾ وہ لڑکا (ولی) مادرزاد اندھے اور برص والے اور لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کرتا تھا۔(مسلم شریف کتاب الزہد والرقاق باب قصہ اصحاب الاخدود حدیث نمبر ۳۰۰۵) یہ صحاح ستہ کی اعلی درجہ کی صحیح حدیث ہیں وہابی اس حدیث کو ضعیف ثابت کریں اور منہ مانگا انعام لیں جو صحیح حدیث پڑھ کر بھی اولیاء کرام کے دافع البلاء اور مشکل کشا ہونے کا انکار کرے وہ بیشک منکر حدیث ہے اہل حدیث ہرگز نہیں ہوسکتا

مادرزاد اندھا ہونا ایک مصیبت ہے اور مصیبت دور کرنا اللہ کا کام ہے لیکن یہاں نبی کریم ﷺ فرمارہے ہیں وہ ولی یہ مصیبتیں اور مشکلات دور کرتا تھا جس سے معلوم ہوا کہ سبب کی طرف نسبت کرکے اس کو مشکل کشا (مشکلیں کھولنے والا) دافع البلاء (بلائیں دور کرنے والا) کہنا بالکل جائز ہے۔جب بنی اسرائیل کے ولی مشکل کشا ہوسکتے ہیں تو حضور غوث پاک بھی مشکل کشا، حاجت روا ہوسکتے ہیں کیونکہ یہ امت تمام امتوں سے افضل اور اس امت کے ولی تمام ولیوں سے افضل اور ہمارے آقا تمام انبیاء کرام سے افضل۔اور یہ حدیث بھی صحیح اور صحاح ستہ کی ہے۔پھر ہم کیوں نہ کہیں

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلی ہمارا نبی ﷺ

جو لوگ مسلمانوں کو بغیر سوچے سمجھے مشرک کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں وہ قرآن وحدیث میں غور نہیں کرتے قرآن وحدیث میں اس کی ہزاروں مثالیں ہیں اللہ تعالی نے فرمایا: (﴿تُنْبِتُ الْارْضُ﴾ زمین اگاتی ہے)(سورہ بقرہ آیت 61) حالانکہ اگانا اللہ تعالی کا کام ہے یہاں اگانے کی نسبت زمین کی طرف کی گئی ہے جو ایک عام مخلوق ہے اور اللہ کے نبی ﷺ تو افضل مخلوق ہیں جب اللہ کے کاموں کی نسبت ایک عام مخلوق کی طرف کرنا جائز ہے تو اللہ کے ولی اور نبی کی طرف بھی مجازی نسبت کرنا جائز ہے

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم کو کہا (میں تمہیں ستھرا بیٹا دینے آیا ہوں)(سورہ مریم آیت:19) حالانکہ بیٹا دینا اللہ کا کام ہے فرشتے معصوم ہوتے ہیں وہ شرک وبدعت سے پاک ہوتے ہیں اگر اللہ کے کاموں کی نسبت اپنی طرف کرنا شرک ہوتا تو جبریل علیہ السلام یہ کلمہ کبھی نہ کہتے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی مدد اللہ کی مدد ہوتی ہے ان کا مشکل دور کرنا اللہ کا مشکل دور کرنا ہے لہذا ثابت ہوگیا کہ اللہ والے اللہ کے حکم سے بندوں کے حاجت روا مشکل کشا

ہوتے ہیں بلکہ ان کے جسم کے ساتھ جو کپڑا لگ جائے

ایک آدمی روز قیامت عرض کرے گا ﴿ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ ﴾ یارسول اللہ میری دستگیری فرمایئے امداد فرمایئے۔
(بخاری 2844 کتاب 38 الجہاد باب 187 الغلول مشکوۃ 3996 کتاب الجہاد باب قسمۃ الغنائم)

گنج بخش خزانے دینے والا، سخی اور غنی

﴿ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى ﴾ محبوب خدا نے تجھے محتاج پایا تو غنی کر دیا (الضحیٰ ۸)

﴿ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴾ ہم نے آپ کو بے حد و بے حساب خزانے دیئے ہیں۔ (الکوثر ۱)

﴿ ھٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ ﴾ اے سلیمان یہ ہماری عطا ہے چاہے کسی کو بخش دو یا پاس رکھو۔ (ص ۳۹)

حضور ﷺ نے فرمایا: ﴿ وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ ﴾ مجھے سرخ و سفید خزانے دیئے گئے (مسلم 5144 کتاب 54 الفتن باب 5 ہلاک ہذہ الامہ) ﴿ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ ﴾ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔ (بخاری 2755 کتاب 38 الجہاد باب 121 قول النبی ﷺ نصرت مسلم 813 کتاب المساجد ۶)

حضور ﷺ نے فرمایا: ﴿ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِیْ ﴾ بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا کرنے والا ہے۔
بخاری حدیث ۶۹ کتاب (۳) العلم باب ۱۳ من یرد اللہ بہ خیرا)

غریب نواز غریبوں کو نوازنے والا

﴿ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾ انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا (التوبہ ۷۴)

﴿ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴾ (محبوب) کسی سوالی کو (بھی) نہیں جھڑکنا۔ (والضحیٰ ۱۰)

ابن جمیل فقیر تھا اسے اللہ اور اس کے رسول نے غنی کر دیا (بخاری حدیث 1375 کتاب 13 الزکوۃ باب 49 قول اللہ وفی الرقاب مشکوۃ 1778 کتاب الزکوۃ

حضور ﷺ کسی سوالی کو خالی نہ لوٹاتے۔ (بخاری 5363 کتاب 57 اللباس باب 18 البرود ، 1951 کتاب 18 البیوع باب 31 ذکر النساج

مشکل کشا مشکل اور سختی دور کرنے والا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفا اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔

﴿ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ (آل عمران ۴۹)

(حضور اکرم ﷺ) مسلمانوں سے دشواریاں دور کرتے اور سختی کی زنجیریں توڑ دیتے ﴿ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ﴾ (الاعراف ۱۵۷)

حدیبیہ کے مقام پر پانی کی مشکل بنی تو حضور ﷺ اپنی انگلیوں سے چشمے جاری کر کے مشکل کشائی فرمائی۔

﴿ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ ﴾

بخاری حدیث 3311 کتاب 43 المناقب باب 22 علامات النبوۃ مشکوۃ کتاب الفضائل باب المعجزات حدیث 5882

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیماری کی وجہ سے ہوش ٹھکانے نہ رہے تو آپ نے وضو کا پانی چھڑک کر سختی دور کردی۔ (بخاری 6246 کتاب 65 الفرائض باب 13 میراث الاخوات والاخوۃ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈسا تو لعابِ دہن لگا کر مشکل حل کردی۔ (مشکوۃ 6034 کتاب المناقب باب مناقب ابوبکر، کتاب الوفاء)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنکھ کا مرض ہوا تو لعابِ دہن لگا کر مشکل حل کردی۔ (بخاری 3888 کتاب 44 المغازی باب 36 غزوۂ خیبر مشکوۃ 6089 کتاب المناقب باب مناقب علی)

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو حضور ﷺ نے اپنا لعابِ دہن لگا کر مشکل حل کردی۔ (مشکوۃ کتاب الفضائل باب المعجزات 5886 بخاری 3884) کتاب 44 المغازی باب 36 غزوۂ خیبر)

غوث فریاد کو سننے والا

﴿ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا ﴾ اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور ایمان والے تمہارے مددگار ہیں (المائدہ:۵۵)

﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴾ اللہ تعالیٰ جبرئیل نیک لوگ اور فرشتے (بھی) مددگار ہیں۔ (التوبہ:۷۱)

ایک صحابی کو حضور ﷺ نے خود سکھایا کہ مشکل کشائی کے لئے دعا میں مجھے پکارنا۔ ﴿ یامحمدُ اِنِّی تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّی ﴾

(ابن ماجہ حدیث 1375 کتاب ۲ اقامۃ الصلاۃ، باب ۱۸۹ ما جاء فی صلاۃ الحاجۃ ترمذی 3502 کتاب ۴۵ الدعوات باب (۷۰) فی دعاء الضیف

حضرت عمرو بن سالم نے مکہ کی گلیوں میں حضور ﷺ کو پکارا تو آپ ﷺ نے انہیں مدینہ منورہ سے جواب دیا۔ اور مدد فرمائی۔

(طبرانی صغیر ۲/۷۳، الاصابہ ۲/۵۳۶، مختصر سیرت رسول عبداللہ بن محمد بن الوہاب نجدی)

داتا دینے والا

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا مریم! ﴿ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴾ میں تجھے ستھرا بیٹا دینے آیا ہوں۔ (مریم:۱۹)

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ﴾ (کاش) یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے پر راضی ہوجاتے۔ (التوبہ ۵۹)

حضور ﷺ نے فرمایا: ((سَلْ)) فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: ((أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ)) قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ

ربیعہ مانگ لو! عرض کیا جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ فرمایا مزید جو چاہتے ہو مانگ لو! عرض کیا یہی کافی ہے۔

(مسلم ح ۷۵۴ـ۵ کتاب الصلاۃ ۴۳ باب فضل السجود نسائی ح ۱۱۳۷ کتاب التطبیق باب فضل السجود ابوداود ح ۱۳۲۵ کتاب الصلاۃ باب وقت قیام النبی ﷺ

آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿ سَلْ مَا شِئْتَ يَا أَعْرَابِيُّ ﴾ اعرابی مانگ جو تیرا جی چاہے۔

مجمع الزوائد ۱۰/۱۷۳) اس حدیث کو غیر مقلدین کے امام ناصر الدین البانی نے "سلسلہ احادیث الصحیحہ" میں صحیح قرار دیا ہے دیکھو حدیث ۱۳۲ رواہ ابویعلی والطبرانی

قرآن وحدیث کی ان گواہیوں سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو اللہ تعالیٰ نے وسیع اختیارات دے کر داتا، غریب نواز، مشکل کشا، گنج بخش اور غوث بنایا ہے۔

جو لوگ بتوں والی آیات نبیوں ولیوں پر چسپاں کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ان کے متعلق فتویٰ ہے ﴿ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ ﴾ کہ

وہ مخلوق میں سب سے بدترین ہیں۔ (بخاری ۸۸ کتاب استتابۃ المرتدین ۵ باب قتل الخوارج قبل حدیث ۶۹۳۸)

کیا نبی کریم ﷺ کسی کو ہدایت نہیں دیتے؟

برقع پوش وہابی لکھتا ہے ھدایت محمد ﷺ کے اختیار میں بھی نہیں۔ کیا گستاخانہ وہابیانہ انداز ہے۔ اس کے بجائے اگر یہ کہا جاتا ہے کہ آپ حقیقتاً ہدایت نہیں دیتے حقیقتاً ہادی اللہ ہے اور آپ ﷺ ظاہر ہدایت دیتے ہیں چونکہ آپ ہدایت کا ذریعہ اور سبب ہیں اس لئے قرآن میں آپ ﷺ کو ہادی فرمایا گیا ہے۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نبی کسی کو ہدایت نہ دے یا آپ کے ذریعے کسی کو ہدایت نہ ملے جبکہ آپ ہدایت دینے کے لئے ہی مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ ہم جو قرآن کو نہ سمجھ سکیں تو ہماری عقل کا قصور ہے قرآن سمجھنے کے لئے مفتی احمد یار خاں صاحب کی کتاب ,,علم القرآن،، کا مطالعہ ضروری ہے

قاعدہ نمبر ا جن آیات میں فرمایا گیا کہ نبی ہدایت نہیں کرتے وہاں مراد ہے اللہ کی مرضی کے خلاف اس کے مقابل ہدایت نہیں کرتے کہ رب جسے گمراہ کرنا چاہے، اور نبی ہدایت دے دیں یہ ناممکن ہے۔

قاعدہ نمبر ۲: اور جہاں فرمایا گیا کہ نبی ہدایت دیتے ہیں وہاں مراد ہے باذن الٰہی ہدایت کرتے ہیں اللہ کی مرضی سے ہدایت کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا

﴿ اِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾ بیشک تم ضرور سیدھے راہ کی ہدایت دیتے ہو۔

(سورۃ الشوریٰ آیت ۵۲ پارہ ۲۵ رکوع ۶)

نفی کا محمل یہ ہے کہ آپ کسی دل میں ہدایت پیدا نہیں کرتے اور ثبوت کا محمل یہ ہے کہ آپ اللہ کی پیدا کی ہوئی ہدایت نافذ کردیتے ہیں، یا آپ خلقاً ہدایت نہیں دیتے کسباً ہدایت دیتے ہیں

﴿ہم نے اس کتاب کو تمہاری طرف نازل کیا تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاؤ اپنے رب کے حکم سے ﴾ (سورہ ابراہیم آیت ۱ پارہ ۱۳ رکوع ۱۳)

آپ ﷺ جس کو نورِ اسلام کی طرف لائیں گے اس کو ہدایت دیں گے

کعبہ بھی ہادی ہے ﴿بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے ﴿ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِين۔ برکت والا اور سارے جہان والوں کا ہادی ﴾ سورہ آل عمران آیت ۹۶ پارہ ۴ رکوع ۱)

کعبہ کیا ہے مخلوق ہے اور نبی کریم ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ایک پتھر کو ہادی کہا جائے لیکن نبی کریم ﷺ کے ہادی ہونے کا انکار کیا جائے

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر　　　　ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

﴿ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴾ اور تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی ہو۔ (سورہ الرعد آیت ۷ پارہ ۷ رکوع ۷) وہابی دل کے اندھے ہیں جنہیں یہ آیات نظر نہیں آرہی ہیں۔

کیا اپنے مومن باپ دادا یا اکابر صالحین کی پیروی کرنے والے مشرک ہیں؟

ہرگز نہیں ہاں گمراہ کافر و منافق ماں باپ کی پیروی جائز نہیں، مومن باپ دادا کے طریقہ پر چلنا سنت انبیاء ہے

حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي اِبْرٰهِيمَ واسحاق ويعقوبَ

میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا۔ (سورہ یوسف آیت ۳۸ پارہ ۱۲ رکوع ۱۵)

وہابیوں نے صرف اپنی برادری یاد رکھی ہے کہ مشرک یہ کہتے تھے لیکن انہیں اللہ کے پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کا فرمان نظر نہیں آیا۔ کیا انہیں اللہ کے مشرک نظر آتے ہیں جنہوں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا دین اختیار کیا

مفتی احمد یار خاں صاحب اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: مومن باپ دادوں کے دین کی پیروی کرنی چاہئے جہاں باپ دادوں کی پیروی کی برائی آتی ہے وہاں کافر باپ دادا مراد ہیں۔ دوسرے یہ کہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ وہ بزرگوں کا دین ہو جس دین میں انبیاء و اولیاء نہیں وہ گمراہی ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

اللہ تعالی نے ہمیں اولیاء کرام کے طریقہ پر چلنے کی تعلیم دی ہے اور ان کے طریقہ کو صراط مستقیم قرار دیا ہے

﴿اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین اَنْعَمْتَ علیھم﴾

جو مومنین کے طریقہ پر نہ چلے وہ جہنمی ہے

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا ﴿ وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سبيلِ المُؤمنينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى ونُصْلِهِ جَهَنَّمَ وسَاءَتْ مَصِيْرًا ﴾ اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (سورہ النساء آیت ۱۱۵ پارہ ۵ رکوع ۱۴)

وہابیوں کا شاید جہنم جانے کا ارادہ ہے اس لئے انہیں خدا کا فرمان بھی نظر نہیں آرہا ہے۔ جب مومنین کی پیروی کریں گے تو اس میں باپ دادا بھی آجائیں گے۔

مفتی احمد یار خاں صاحب اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ تقلید ضروری ہے کہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے۔ اسی طرح ختم، فاتحہ، محفلِ میلاد، عرس بزرگان عامۃ المسلمین کے عمل ہیں اور مسلمان اسے اچھا سمجھ کر کرتے ہیں لہذا یہ بہتر ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

رب تعالی فرماتا ہے اس طرح ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں (سورہ بقرہ آیت: ۱۳)

سوال کیا عوام کو علماء کا لباس پہننے کی ممانعت ہے

کیونکہ آپ نے ,,الحقیقہ،، کے اپریل کے شمارہ ص ۱۵ پر لکھا ہے کہ عام لوگوں کو علماء کا لباس نہیں پہننا چاہئے تاکہ لوگ دھوکہ میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ شاید یہ بھی کوئی عالم یا مفتی ہے۔ اور اسی ضمن میں حدیث کی وضاحت بھی فرما دیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے۔ (طارق عطاری شکرگڑھ 03364541385)

جواب: سب سے پہلے تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس عبارت کی طرف میری توجہ مبذول کرائی جو قابلِ وضاحت تھی اور اس سے

شکوک وشبہات پیدا ہو سکتے تھے میرا اعلان ہے کسی شخص کو بھی میرے بیان کردہ مسائل کی سمجھ نہ آئے یا وہ مسائل وضاحت طلب ہوں تو اسے حق حاصل ہے کہ فوراً میری طرف رجوع کرے میں اپنی بات کی وضاحت کروں گا اور اگر اس کی بات درست ہوئی تو تسلیم کرلوں گا۔ میں اپنی اصلاح سے بہت خوش ہوتا ہوں۔ بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں ,,الحقیقہ ،، کے ہر رائٹر کا ساتھ ہی نمبر لکھا جائے اگر کوئی وضاحت مطلوب ہو تو فوراً اس سے رابطہ کیا جاسکے کیونکہ ماشاء اللہ ,,الحقیقہ ،، بین الاقوامی اور اہل سنت کا محبوب ومقبول اور بے باک ترجمان ہے اور اپنے بانی شیخ طریقت حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بلا خوف وخطر کلمہ حق بلند کررہا ہے اور یہی اس کی بے پناہ مقبولیت کی وجہ ہے۔

تو میں نے یہ بات اس ضمن میں لکھی تھی کہ کہ قبروں پر گنبد اور چادریں صرف انبیاء علیہم السلام اور اکابر اولیاء کی شان کے لائق ہیں۔ عام لوگوں کی قبروں کو سادہ ہی رہنا چاہئے تاکہ اولیاء کرام کے مزارات سے امتیاز رہے جس طرح عام لوگوں کو علماء کا لباس نہیں پہننا چاہئے تاکہ لوگ دھوکہ میں مبتلا نہ ہوجائیں کہ شاید یہ بھی کوئی عالم یا مفتی ہے۔ تو اس سے میرا مقصد یہ تھا وہ لباس جو علماء کرام کے ساتھ خاص ہے وہ پہننا مناسب نہیں جیسے پہلے زمانہ میں علماء شیروانی، جناح کیپ یا جیسے عرب میں بعض علماء عام کپڑوں کے اوپر ایک خاص قسم کی عباء پہنتے ہیں رہا عام لباس سفید شلوار قمیض یا عمامہ شریف اس سے منع کرنا مقصد نہیں تھا یہ تو سنت ہے آج کل علماء کا عوام سے امتیاز ہی ختم ہو چکا ہے بعض علماء اور خطباء حضرات بھی عمامہ شریف پہننا پسند نہیں کرتے بلکہ ان کی داڑھیاں بھی پوری نہیں ہوتی جس سے ان کی پہچان مشکل ہوگئی ہے بعض لوگ پینٹ شرٹ اور کلین شیپ ہوتے ہیں بعض میں پتہ چلتا ہے کہ حضرت حافظِ قرآن ہیں اور رمضان میں قرآن سنانے کے لئے ہلکی سی داڑھی رکھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے توبہ کرلی ہے آئندہ داڑھی نہیں منڈائیں گے۔ ان کی بات چھوڑ و اب تو یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ مسلمان اور کافر کی پہچان مشکل ہوگئی ہے۔ میں تو سلام کرتے وقت سوچ میں پڑ جاتا ہوں کہ سلام کروں یا نہ کروں، نہ معلوم اس کا عقیدہ کیا ہے سنی مسلمانوں کا واضح تشخص ہونا چاہئے بلکہ ان کے مکانوں، دوکانوں اور گاڑیوں کی کوئی خاص علامت ہونا چاہئے شیعہ اگر اپنے گھروں گاڑیوں پر جھنڈا لگا سکتے ہیں تو ہر سنی کو بھی نعلین پاک کا جھنڈا اپنے گھروں، گاڑیوں اور دوکانوں پر لہرانا چاہئے تاکہ آسانی سے پہچان ہوجائے دعوت اسلامی نے ماشاء اللہ اپنی پہچان پیدا کرلی سبز عمامہ اور سفید شلوار قمیص دیکھ کر دور سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ کوئی نبی کریم ﷺ کا سچا غلام آرہا ہے

مزہ تب ہے کہ سرکار محشر میں کہہ دیں — وہ دیکھو ہمارا غلام آگیا ہے

جنت میں جانے کا ارادہ ہے گر تمامی کا — تو گلے میں پہن لو پٹہ محمد کی غلامی کا

اسی طرح شیران اسلام آستانہ عالیہ علی پور شریف والوں کی پہچان ایک خاص قسم کی ٹوپی ہے وہابیوں کی پہچان لمبی داڑھی اونچی شلوار اور ننگے سر رہنا ہے اس لئے سب سنیوں کو چاہئے کہ ہمیشہ عمامہ شریف یا کم از کم ٹوپی پہنیں ننگے سر نہ رہیں تاکہ ان کے متعلق کوئی بدگمانی نہ کرے کہ شاید یہ وہابی ہے۔ جب میں کسی دکان پر جاتا ہوں تو پہلے سلام نہیں کرتا چاروں طرف نگاہ دوڑاتا ہوں کہ کوئی نشانی نظر آجائے کہیں الصلاۃ والسلام علیك یارسول الله لکھا ہوا نظر آجائے یا نعلین پاک وغیرہ کوئی نشانی نظر آئے تب میں سلام کرتا ہوں ورنہ میں سلام نہیں کرتا اگر مجبوراً کہنا بھی پڑے تو اس طرح کہہ لیتا ہوں السلام علینا اور ہر وہ آدمی جس کو کوئی دفتری مجبوری ہو یا تعلیمی یہ طریقہ اختیار کرسکتا ہے اور اس میں نیت اپنی اور اپنے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے دو فرشتوں کراماً کاتبین کی ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے (احمد ابوداود

4031 مشکوۃ کتاب اللباس الفصل الثانی حدیث 4347)

اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں: یعنی جو شخص دنیا میں کفار، فاسق و بدکار کے لباس پہنے ان کی سی شکل بنائے کل قیامت ان کے ساتھ اٹھے گا اور جو متقی مسلمانوں کی شکل بنائے ان کا لباس پہنے وہ کل قیامت میں انشاءاللہ متقیوں کے زمرہ میں اٹھے گا۔

جو ہیئت لباس کفار کی مذہبی علامت ہے وہ مسلمانوں کے لئے کفر ہے جیسے پیشانی پر قشقہ لگانا یا سر پر چوٹی رکھنا یا گلے میں عیسائیوں کی سی صلیب ڈالنا اور جو ہیئت ولباس کفار کی قومی علامت ہے وہ مسلمانوں کے لئے حرام ہے۔ (مراۃ جلد ۶ ص ۹۸)

لباس میں جو وضع کسی کافر یا فاسق قوم کا شعار ہو یا وہ وضع ان کی کسی بدعقیدگی پر مبنی ہو اس لباس کو پہننا اس قوم کے ساتھ تشبہ ہے اور اس سے اجتناب لازم ہے ورنہ ظاہری طور پر جو لباس جس گروہ کی علامت ہو اس لباس پہننے والے کا ظاہری طور پر اسی گروہ میں شمار ہوگا یہ صرف ظاہری حکم اور دنیاوی حکم ہوگا اس کا آخرت سے کوئی تعلق نہیں الا یہ کہ وہ صلیب پہنے، اگر کوئی شخص ہندوؤں کی طرز کی دھوتی باندھے اور گاندھی ٹوپی پہنے تو لباس کی مشابہت کی وجہ سے لوگ اس کو ہندو سمجھیں گے لیکن محض اس لباس کی وجہ سے اس کا آخرت میں ہندوؤں میں شمار نہیں ہوگا، البتہ اس لباس سے اس لئے اجتناب لازم ہے کہ لوگ اس کے متعلق ہندو ہونے کی بدگمانی نہ کریں۔

مشابہت کی وجہ سے اخروی حکم اس وقت لاگو ہوگا جب کوئی شخص کفار کے باطل عقائد اختیار کرے تو پھر وہ کافر ہو جائے اور اگر کسی قوم کی بدعات سیہ اختیار کرے جیسے سیاہ علم اور تعزیہ داری اور سینہ کوبی وغیرہ تو گمراہ ہوگا اور اگر کسی قوم کے ناجائز افعال یا بدعقیدگی پر مبنی اعمال میں مشابہت اختیار کرے تو حرام کا مرتکب ہوگا۔ علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں۔ کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت سے مطلقا کوئی کام کرنا ممنوع ہے مثلاً ان سے مشابہت کی قصد سے کھانا پینا، یا سانس لینا بھی ممنوع ہے اور جب کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو بلکہ کسی اور مصلحت اور فائدہ کا حصول مقصود ہو مثلا فوج اور پولیس، کفار کے مخصوص ہتھیار کو ان کی افادیت کی بناء پر استعمال کرے، یا پولیس اور فوج کی وردی کو اس لئے پہنے کہ اس کو پہن کر جسم چاق و چوبند رہتا ہے اور اس لباس کے ساتھ فوجی مشقیں اور دیگر فرائض آسانی کے ساتھ انجام دیئے جاسکتے ہیں (البتہ قمیص پتلون سے باہر نکالیں تا کہ سرین کا ابھار دکھائی نہ دے) اس صورت میں ان چیزوں کا استعمال جائز ہے، اسی طرح میز کرسی پر کھانا، چھری کانٹے اور چمچوں کو کھانے میں استعمال کرنا، اگر ان میں کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو بلکہ دوسرے فوائد اور سہولتوں کی بنیاد پر استفادہ کرتے ہوں اور ان میں ہماری نیت کفار سے مشابہت نہیں ہوتی، مثلاً بجلی کی روشنی اور پنکھوں کو استعمال کرنا موٹر کار، بس، ہوائی جہاز سے سفر کرنا موبائل استعمال کرنا یہ سب امور جائز ہیں اور تمام مسلمان بغیر کسی انکار کے ان پر عمل کرتے ہیں۔

کفار کے وہ اعتقادات جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں، اسی طرح ان کی وہ عبادات جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں، اسی طرح ان کی وہ تہذیب وثقافت جو ان کا مخصوص اشعار گردانی جاتی ہیں یعنی وہ چیزیں جو ان کی کسی بدعقیدگی پر مبنی ہیں مثلاً عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اس لئے وہ گلے میں صلیب ڈالتے ہیں یا رسی کا پھندہ ڈالتے ہیں یا اسی کی علامت کے طور پر ٹائی لگاتے ہیں، یہ تمام چیزیں مطلقا ممنوع اور حرام ہیں اور ان میں سے بعض چیزیں کفر ہیں مثلاً ان کا یہ اعتقاد کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو سولی دی گئی تھی۔

عورتوں کی بے پردگی، مردوں اور عورتوں کا آزادانہ میل جول، کلبوں میں اجنبی مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنا، گپ شپ کرنا رقص وسرود میں حصہ لینا، وڈیو اور سینما کی فلمیں بنانا ان کو دیکھنا موسیقی سننا خواہ بھارت کی موسیقی ہو یا پاکستان کی ہو یا مغربی لڑکیوں کا چست

اور نیم عریاں لباس پہننا ان تمام امور میں مغربی تہذیب کی مشابہت ہے بعض امور میں ہندوؤں کے طریقے اور ان کی رسموں کا رواج ہے ان میں تشبہ مطلقاً ممنوع ہے خواہ تشبہ کی نیت ہو یا نہ ہو۔ اور جو امور ہمارے اور کفار کے درمیان مشترک ہوں یا جو امور نافعہ ہوں ان میں اگر کفار کے ساتھ تشبہ واقع ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں جیسے دفاعی جنگ میں شہر کے اردگرد خندق کھودنا کفار عجم کا طریقہ تھا لیکن نبی کریم ﷺ نے اس کو پسند فرمایا ۔اسی طرح خط کے اوپر مہر لگانا کفار کا طریقہ تھا لیکن نبی کریم ﷺ نے اس کو اختیار فرمایا۔ (شرح مسلم جلد ٦ ص ٣٨٠)

کیا میت کی طرف سے نماز روزے کا فدیہ ادا کرنا جائز ہے مفصل بیان فرمادیں۔ (فہمیدہ نورالصباح کراچی)

جواب مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اس کو اسقاط کہتے ہیں اسقاط کا لغوی معنی ہے گرا دینا اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ میت کے ذمہ جو احکام شرعیہ رہ گئے ہوں ان کو اس کے ذمہ سے دور کرنا۔ اسقاط کا فائدہ یہ ہے کہ مسلمان سے بہت سے شرعی احکام عمداً (جان بوجھ کر) سہواً (بھول کر) خطاء (غلطی سے) رہ جاتے ہیں۔ جس کو وہ اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکا۔ اور اب بعد موت ان کی سزا میں گرفتار ہے اب نہ تو ادا کرنے کی طاقت ہے اور نہ اس سے چھوٹنے کی کوئی سبیل۔ شریعت مطہرہ نے اس بے کسی کی حالت میں اس میت کی دستگیری کرنے کے لئے کچھ طریقے تجویز فرمادیئے کہ اگر ولی میت وہ طریقہ میت کی طرف سے کردے تو بے چارہ مردہ چھوٹ جائے اس کا نام اسقاط ہے حقیقت میں یہ میت کی ایک طرح کی مدد ہے۔ وہابی دیوبندی جس طرح کہ زندہ مسلمان کے دشمن ہیں اسی طرح مردوں کے بھی دشمن ہیں کہ ان کو نفع پہنچانے سے لوگوں کو روکتے ہیں مرے بعد بھی پیچھا نہیں چھوڑتے۔

اسقاط کا طریقہ یہ ہے کہ میت کی عمر معلوم کی جائے اس میں سے نو سال عورت کے اور بارہ سال مرد کے نابالغی کے نکال دیئے جائیں اب جتنے سال بچے ان میں حساب لگاؤ کتنی مدت وہ بے نمازی یا بے روزہ رہا۔ یا نمازی ہونے کے زمانہ میں کس قدر نمازیں اس کی باقی رہ گئی ہیں کہ وہ نہ پڑھی اور نہ قضا کیں اس لئے زیادہ سے زیادہ اندازہ لگالو۔ جتنی نمازیں حاصل ہوں فی نماز ایک صدقہ فطر اس کا فدیہ ہے۔ فی روزہ ایک صدقہ فطر اس کا فدیہ ہے۔ تو ایک دن کی چھ نمازیں پانچ فرض اور ایک وتر واجب ان کا فدیہ تقریباً بارہ سیر گندم ہوئے اور ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ٩ من گندم تقریباً اور سال کی نمازوں کا ١٠٨ من گندم ہے۔ اب اگر کسی کے ذمہ دس بیس سال کی نمازیں ہیں تو صدہا من غلہ خیرات کرنا ہوگا۔ شاید کوئی بڑا دیندار مالدار تو یہ کر سکے مگر غرباء سے ناممکن۔ ان کے لئے طریقہ یہ ہے کہ ولی میت بقدر طاقت گندم یا اس کی قیمت لے مثلاً ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ٩ من تھا تو یہ نو من گندم یا اس کی قیمت لے اور کسی مسکین کو اس کا مالک کردے اور وہ مسکین یا تو کسی دوسرے مسکین کو یا خود مالک کو بطور ہبہ دے دے۔ وہ پھر اس مسکین کو صدقہ دے ہر بار کے صدقہ میں ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ہوگا۔ بارہ بار صدقہ کیا تو ایک سال کی نمازوں کا فدیہ ادا ہوا۔ اسی طرح چند بار گھمانے میں پورا فدیہ ادا ہو جائے گا نمازوں کے فدیہ سے فارغ ہو کر اس طرح روزہ اور زکوۃ کا فدیہ ادا کریں رحمت الٰہی سے امید ہے کہ میت کی مغفرت فرمادے۔ (جاء الحق حصہ اول ص ٣٠٦-٣٠٧)

شرعی حیلہ کرنا ضرورت کے وقت جائز ہے قرآن کریم احادیث صحیحہ اور اقوال فقہاء سے اس کا ثبوت ہے

بیماری کے زمانہ میں حضرت رحمت حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ ایک بار دیر میں حاضر خدمت ہوئیں تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ میں تندرست ہو کر تمہیں سو کوڑے ماروں گا رب تعالیٰ نے ان کو تعلیم فرمایا کہ تم ایک جھاڑو لے کر ان کو مارو جس میں سو تیلیاں ہوں اور اپنی قسم نہ توڑو۔ (سورہ ص

آیت:۴۴) حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ بنیامین کو اپنے پاس رکھیں اور راز ظاہر نہ ہو اس کے لئے بھی ایک حیلہ فرمایا کہ اپنا ماپنے والا پیمانہ اس کے سامان میں رکھ دینا اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے یوسف علیہ السلام کو یہ تدبیر بتائی (سورہ یوسف ۷۵-۷۶) ایک بار حضرت سارہ نے قسم کھائی تھی کہ میں قابو پاؤں گی تو حضرت ہاجرہ کا کوئی عضو قطع کردوں گی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی آئی کہ ان کی آپس میں صلح کرادو۔ حضرت سارہ نے فرمایا میری قسم کیسے پوری ہو تو ان کو تعلیم دی گئی کہ حضرت ہاجرہ کے کان چھیددیں۔ اس کی پوری تفصیل جاء الحق میں دیکھیں۔

﴿مجدد کی تعریف اور پہچان﴾

سوال: مجدد کی تعریف اور پہچان اور موجودہ صدی کا مجدد کون ہے؟ (طارق عطاری شکرگڑھ 03364541385)

ج مجدد کی تعریف اور پہچان تو حدیث کے تحت بیان کروں گا ویسے تو ایک وقت میں مختلف مقامات پر بہت سے مجدد ہو سکتے ہیں لیکن موجودہ صدی کا ایسا مجدد جسے متفقہ طور پر مجدد کہا جا سکے اور جسے علماء عرب و عجم نے مجدد تسلیم کیا ہو اس کے متعلق کوئی اشارہ نہیں ملتا علماء ہی اس کے متعلق بہتر فیصلہ فرما سکتے ہیں ہر عقیدت مند اپنے پیر یا عالم کو بے سوچے سمجھے شرائط مجدد مفقود ہونے کے باوجود مجدد کہہ رہا ہے۔ بلکہ آج تو ہر خطیب جو تقریر اچھی کر لیتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں ہی مفتی اعظم ہوں اور میں ہی مجدد ہوں۔ اسی طرح وہابیوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو کتاب التوحید کے سرورق پر ,, مجدد الف ثانی ،، لکھا ہے حد ہوگئی ظلم کی جس خبیث نے اسی کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام کو مشرک کہا ہے ایسا آدمی مجدد ہو سکتا ہے؟ وہابیوں کو شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔ حقیقت میں مجدد وہ ہوتا ہے جس میں تمام شرائط پائی جاتی ہوں اور اس کے ہم عصر علماء بلکہ مخالفین بھی اس کے تجدیدی کارناموں کا اعتراف کریں جیسا کہ اعلحضرت امام احمد رضا اور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی۔

اعلحضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ کے متعلق امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے فتاوی ثنائیہ جلد اول میں مجدد مائۃ حاضرہ یعنی موجودہ صدی کا مجدد لکھا ہے اور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے متعلق غیر مقلدوں کے امام ابراہیم سیالکوٹی نے لکھا ہے ,, امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی۔۔۔۔ آپ بلا اختلاف عالم باعمل عارف کامل، جامع کمالات ظاہری و باطنی اور گیارھویں صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۲۷۵)

مکتوب نارووال

بخدمت اقدس پروردہ نگاہ حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ حضرت علامہ مولانا محمد نصر اللہ مدنی آسوی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ امید ہے کہ آپ بخیریت ہونگے۔ بحمدہ تعالی ذکر مہ المصطفی علیہ التحیۃ والثنا مجلہ ,, الحقیقہ ،، ہر ماہ مسلسل باصرہ نواز ہو رہا ہے۔ جس کے فیض سے یہ بندہ حقیر مستفیض ہو رہا ہے۔ یوں تو ,, الحقیقہ ،، کے سارے مضامین یا نگارشات اعلی پایہ کے ہوتے ہیں ان کے مطالعہ سے دینی معلومات میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن دینی مسائل کے حوالے سے جو صفحات ہوتے ہیں ان کے فیوض و برکات کا کیا کہنا! ان سے تو بہت ہی زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ یہ فقیر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا کرتا ہے کہ مولائے کریم بصدقہ حبیب کریم ﷺ ,, الحقیقہ ،، تادیر جاری و ساری رہے۔ اور دینی مسائل کے جوابات کا سلسلہ جاری رہے۔ تاکہ ہم جیسے کم علم بھی اس کے ذریعے اپنی معلومات میں اضافہ کرتے رہیں یہ فقیر آپ کے لئے بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا کرتا ہے کہ مولائے کریم بصدقہ حبیب کریم ﷺ آپ کے مال، جان بالخصوص

آپ کے علم وعمل میں زیادہ سے زیادہ اضافہ فرمائے آمین ثم آمین۔

مسائل دینیہ کے جوابات کی میری نظروں میں اہم بات اور خوبی یہ ہے کہ یہ مدلل اور مفصل ہوتے ہیں۔ اور ایسا ہونا بھی چاہئے کیونکہ ہم جیسے کم علم لوگوں کو واضح اور مفصل جواب ہی سے خاطر خواہ فائدہ ہوتا ہے۔ اس سے قبل بھی بندہ کے سوالات کے جوابات آپ نے بڑی وضاحت اور تفصیل سے مدلل تحریر فرمائے۔ جن کے مطالعہ سے بندہ مستفیض ہوا اس وقت بھی بندہ چند سوالات ارسال کر رہا ہے۔ امید ہے حسب سابق ان کے جوابات واضح، مفصل اور مدلل ہوں گے پیشگی شکریہ والسلام مع الاکرام

(۱) مجدد ہونے کے لئے کتنے علم وفضل کا حامل ہونا ضروری ہے؟ اس کی کیا شرائط ہیں۔ مجدد کا عقیدہ اہل سنت کا حامل ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) اشرف علی تھانوی اور طاہر القادری کو ان کے معتقدین مجدد کہتے ہیں کیا یہ دونوں مجدد ہو سکتے ہیں؟

(۳) اعلی حضرت مجدد دین وملت امام الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ چودھویں صدی کے مجدد برحق ہیں یا نہیں؟

(۴) جو لوگ اعلی حضرت کے مجدد ہونے کا انکار کرتے ہیں وہ از روئے تحقیق انکار کرتے ہیں یا محض اعلی حضرت سے بغض وعناد وحسد کی بنا پر ایسا کرتے ہیں؟

(۵) کوئی ایسا شخص جو بدمذہب، گمراہ گستاخ اور مسلک حق، مذہب مہذب اہل سنت کا مخالف ہو مجدد ہو سکتا ہے یا نہیں؟

محمد جاوید اقبال رضا قادری رضوی بمقام کھارامیگا تحصیل وضلع نارووال

ج عرض یہ ہے کہ یہ آپ کا میرے متعلق حسن ظن ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آدمی دوسروں کو اپنے آپ پر قیاس کرتا ہے آپ خود عالم ہیں اس لئے مجھے بھی عالم سمجھ رہے ہیں میں اس قابل کہاں میں تو خادم العلماء ہوں گذارش یہ ہے کہ ان سوالوں کا صحیح جواب تو علماء ہی دے سکتے ہیں بہر حال میں بھی اپنی لیاقت کے مطابق اللہ کی توفیق سے کچھ جواب دینے کی کوشش کرتا ہوں آپ ایک دو سوال بھیجا کریں تاکہ دوسروں کو بھی موقع مل سکے۔

ایسا کوئی شخص مجدد تو کیا مسلمان بھی نہیں ہو سکتا جو گستاخ ہے وہ مرتد اور واجب القتل ہے۔ جیسا کہ اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی پر ۳۵ جلیل القدر علمائے عرب نے ان کی کفریہ عبارت کی وجہ سے ان پر کفر کا فتوی دیا ہے

(,,حسام الحرمین،، ناشر اکبر بک سیلرز لاہور ص۶۲-۶۳) اور مولانا حشمت علی خان نے ہندوستان کے اڑھائی سو سے زیادہ علماء کی ,,حسام الحرمین،، کی تصدیقات ,,الصوارم الہندیہ،، کے نام سے شائع کیں۔ بلکہ بعض علماء دیوبند نے بھی اس فتوی کو تسلیم کیا چنانچہ ناظم تعلیمات شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند مولوی مرتضی حسن لکھتے ہیں: اگر (مولانا احمد رضا) خاں صاحب کے نزدیک علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خان صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (اشد العذاب ص۱۴) یعنی آپ نے اپنا فرض ادا کیا ہے وہ فتوی بالکل برحق ہے تو جن کو دیوبندی علماء خود بھی کافر تسلیم کر رہے ہیں ایسا شخص مجدد کیسے ہو سکتا ہے۔

رہا طاہر القادری تو مجدد ہونے کے لئے سب سے پہلی شرط سنی ہونا ضروری ہے تو اس کے متعلق مستند علماء کا فیصلہ ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے اور اس پر اس کی کتاب ,,السیف جلی علی منکر ولایت علی،، اس پر گواہ ہے اور یہ عقیدہ قرآن وحدیث بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے بھی خلاف ہے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث 3671 مشکوۃ شریف مناقب ابوبکر حدیث 6024) میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بہتر حضرت ابوبکر ہیں اور ان کے بعد حضرت

عمر رضی اللہ عنہما۔

اور پوری امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں لہذا یہ شخص بھی اہل سنت سے خارج ہے اس کی تفصیل جاننے کے لئے شیخ الحدیث علامہ غلام رسول قاسمی آف سرگودھا کی کتاب ,,ضرب حیدری،، کا مطالعہ کریں جس پر تقریباً ۳۰ جید مستند علماء کی تقاریظ ہیں۔ یہ کتاب ہر شہر میں دستیاب ہے ,,ناشر رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا۔0483215204 بالخصوص اس کتاب کا صفحہ نمبر ۲۸۴ دیکھیں،،

طاہر القادری کے استاد غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی تفضیل جمیع صحابہ کرام بشمول حضرت علی پر اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے اس عقیدہ کا مخالف سنی نہیں ہے۔ اس کی اقتداء جائز نہیں ہے (ضرب حیدری ص ۲۸۴)۔ طاہر القادری نے ائمہ اربعہ کی تحقیق کے خلاف عورت کی دیت کو مرد کے برابر قرار دیا ہے تو جن علماء نے ان کے رد میں کتابیں لکھیں ان میں طاہر القادری کے استاد غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ بھی شامل ہیں جس میں آپ نے فرمایا کہ یہ اجماع کا انکار ہے اور اجماع کا منکر گمراہ ہے۔

(,,اسلام میں عورت کی دیت،،) اب گمراہ شخص مجدد کیسے ہوسکتا ہے؟

استاذ المحدثین مفتی اعظم علامہ ابوالبرکات سید احمد لکھتے ہیں:

جو شخص حضرت علی کو حضرت ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتا ہے وہ گمراہ اور گمراہی پھیلانے والا ہے وہ ہرگز اہل سنت نہیں ایسے شخص کو امام ہرگز نہ بنائیں۔

(ضرب حیدری ص ۲۸۴) محقق دوران علامہ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: جو شخص حضرت علی کو حضرت ابوبکر و عمر سے افضل کہے وہ رافضی ہے۔ (تذکرۃ المحدثین ص ۲۸۲) (ضرب حیدری ص ۲۸۰)

کبھی طاہر القادری صاحب کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ مومن ہیں (دیکھو کتاب ,,طاہر القادری کے خلاف قرآن کی فریاد اپنے ماننے والوں سے از مفتی محمد فضل رسول سیالوی ناشر دار العلوم غوثیہ رضویہ جامع مسجد امدورن جنرل بس اسٹینڈ سرگودھا 03066730997) مجھے تاریخ اسلام سے ایک مجدد کا نام بتاؤ جس نے یہود و نصاریٰ کو مومن کہا ہو؟

مناظر اسلام مفتی محمد حنیف قریشی صاحب لکھتے ہیں:

جناب والا! حیرت ہے کہ جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احکام اور پیغام کو نہ مانے وہ تو کافر ہے جبکہ جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام، تمام نبیوں کے سردار خاتم النبیین ﷺ کی نبوت و رسالت ان کی تعلیمات اور دین کو نہ مانے وہ کافر کیوں نہیں؟؟؟ اور پھر آپ نے صراحتاً یہودیوں اور عیسائیوں کے کفر کا انکار کیا ہے کہ یہ کافر نہیں ہیں بلکہ مومنین ہیں۔ آپ کا یہ کہنا قرآن کے محکمات کے خلاف اور نص قطعی کا انکار ہے۔ قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر صراحتاً یہودیوں اور عیسائیوں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً سورہ بینہ: ۱-۶ سورۃ البقرۃ: آیات ۱۰۵-۱۰۹، الحشر: ۲-۱۱۔ (,,قلم کچھ اور زبان کچھ اور کہتی ہے از مفتی محمد حنیف قریشی،، ص ۱۲۶) اسلامک بک کارپوریشن اقبال روڈ راولپنڈی 0515536111 مکتبہ اعلیٰ حضرت داتا دربار لاہور، مکتبہ غوثیہ پرانی سبزمنڈی کراچی)

چودھویں صدی کے مجدد

ماہر رضویات پروفیسر مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

محدث بریلوی نے پوری شدت اور قوت کے ساتھ بدعات کا استیصال کیا اور احیاء دین متین اور احیاء سنت کا اہم فریضہ ادا کیا، اسی لئے علماء عرب وعجم نے ان کو مجدد کے لقب سے یاد کیا۔ ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء میں پٹنہ (بھارت) میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں پاک وہند کے سینکڑوں علماء جمع ہوئے، اس جلسہ میں محدث بریلوی کو ان بزرگ علماء کی موجودگی میں مجدد کے لقب سے یاد کیا گیا۔ اسی طرح علماء سندھ میں سے شیخ ہدایت اللہ بن محمود بن محمد سعید السندی البکری مہاجر مدنی نے محدث بریلوی کی عربی کتاب الدولۃ المکیہ پر تقریظ لکھی تو اس میں تحریر فرمایا مجدد الماۃ الحاضرۃ مؤید الملۃ الطاھرۃ علمائے عرب میں مندرجہ ذیل حضرات نے فاضلِ بریلوی کو مجدد کے لقب سے یاد کیا ہے۔ (۱) سید اسماعیل بن خلیل محافظ کتب حرم مکہ معظمہ (۲) شیخ موسیٰ علی شامی ازہری (محدث بریلوی از پروفیسر مسعود احمد صاحب۔ جامع الاحادیث ج ۱ ص ۳۸۶)

اور آپ کے ہم عصر تمام علماء نے آپ کو مجدد تسلیم کیا ہے میرے علم میں نہیں کہ اس وقت آپ کے مجدد ہونے کا کسی نے انکار کیا ہو لیکن اگر کوئی حسد کی بنا پر آپ کو مجدد نہ بھی تسلیم کرے تو آپ کی شان مجددیت میں کیا فرق آئے گا یہ تو اللہ کی طرف سے ایک خاص عطا ہوتی ہے جو ہر کسی کو نہیں ملتی اور کسی کے انکار سے ختم نہیں ہو سکتی۔

حدیث مجدد: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰہَ عزوجل یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الامۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو برس کے سرے پر ایک ایسا مجدد بھیجتا رہے گا جو ان کا دین تازہ کرے گا۔ (ابوداود کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المائۃ 4291 مشکوۃ کتاب العلم الفصل الثانی 247)

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی اس امت کی خصوصیت یہ ہے کہ یوں تو اس میں ہمیشہ ہی علماء اور اولیاء ہوتے رہیں گے لیکن ہر صدی کے اول یا آخر میں خصوصی مصلحین پیدا ہوتے رہیں گے جو سنتوں کو پھیلائیں گے بدعتوں کو مٹائیں گے غلط تاویلوں کو دور کریں گے خیال رہے کہ اس حدیث کی بنا پر بہت لوگوں نے اپنے خیال کے مطابق مجدد گنائے ہیں کہ پہلی صدی میں فلاں دوسری میں فلاں حق یہ ہے کہ اس سے نہ کوئی خاص شخص مراد ہے نہ کوئی خاص جماعت کبھی اسلامی بادشاہ، کبھی محدثین، کبھی فقہاء، کبھی صوفیاء، کبھی اغنیاء، کبھی بعض حکام، دین کی تجدید کریں گے کبھی ایک، کبھی ان کی جماعتیں جو دین کی خصوصی خدمت کرے وہی مجدد ہے جیسے ایک زمانہ میں حضرت سلطان محی الدین اورنگ زیب جنہوں نے اسلام سے اکبری بدعات کو دور فرمایا اور جیسے قطب الوقت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی یا اس زمانہ میں امام احمد رضا بریلوی کہ انہوں نے اپنی زبان اور قلم سے حق و باطل کو چھانٹ کر دکھایا۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۱ ص ۲۰۷)

محدث عبد الرؤف مناوی لکھتے ہیں: دین کو نکھارنے کا معنی یہ ہے کہ وہ مجدد سنت کو بدعت سے ممتاز کرے گا، علمِ دین کثرت سے پھیلائے گا اور اہل علم کا ناصر و مددگار ہوگا، اہل بدعت کی شوکت کو توڑ کر انہیں ذلیل کر دے گا علماء نے کہا ہے کہ مجدد، دین کے ظاہری اور باطنی علم کا جامع ہوگا۔ یہی محدث علامہ جلال الدین سیوطی سے نقل فرماتے ہیں کہ مجدد کے لئے شرط یہ ہے کہ جس صدی کا مجدد ہوگا اس کی زندگی میں ہی وہ صدی گذر جائے گی یعنی تجدید دین کی صدی پوری گذار کر فوت ہوگا (فیض القدیر شرح جامع الصغیر جلد ۲ ص ۲۸۱-۲۸۲)

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی لکھتے ہیں: رَأس سے صدی کا آخر مراد ہے یعنی کہ مجدد اپنی پوری صدی گذار کر آئندہ شروع ہونے والی صدی کے بھی چند سال زندہ رہ کر وفات پائے گا۔ (سیرت حلبیہ ج۲ص ۶۷)

علامہ محمد بن سالم الحفنی لکھتے ہیں: صدی کے آخر میں مبعوث ہونے والے میں ایک بات یہ ہوگی وہ مشہور معروف ہوگا اور مرجع خاص و عام ہوگا۔ دوسری بات یہ ہوگی کہ صدی پوری گذر جائے گی اور وہ مشہور خاص و عام کا مرجع حیات ہوگا۔ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ ہوگا۔ ناصر سنت اور بدعت کو مٹانے والا ہوگا۔ (حاشیہ سراج المنیر ج۱ص ۲۱۱)

اکابرین امت کی تشریح سے جو کچھ مستفاد ہوتا ہے

(۱) مجدد اپنی پوری صدی گذار کر آئندہ صدی کے کچھ سال پا کر وصال فرماتا ہے۔

(۲) علمِ ظاہر اور علم باطن کا جامع ہوگا۔

(۳) سنت اور اہل سنت کا حامی و ناصر ہوگا۔ اہل بدعت کا ذلیل کنندہ ہوگا

(۴) وہ اپنی حیات مبارکہ میں ہی مشہور اور خاص و عام کی جائے رجوع ہوگا

(۵) قرآن و حدیث کے علم کو عام کرنے والا ہوگا

کیا شیخ الاسلام اور مجدد ایسے ہوتے ہیں

رئیس التحریر مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی لکھتے ہیں: ہمیں بتایا جائے کہ عصر رواں میں جو خود ساختہ شیخ الاسلام اور اس کے لاعلم و بے بصیرت حواری مجدد بننے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں وہ سنتوں کو زندہ کر رہا یا بدعتوں کو فروغ دے رہا ہے۔ اہل حق، اہل سنت کا تصلب دینی اختیار کر رہا ہے یا نام اتحادِ امت کا نعرہ لگائے اور چکمہ دے کر ہر قسم کی بدمذہبی و بے دینی کو اپنے اندر ہضم کر رہا ہے۔ کیا شیخ الاسلام کہلانے والا یہ خود ساختہ نام نہاد مجددیت کا دعوی دار علماء کا مشارٌ الیہ ہے؟ یعنی ایسا معتبر و مستند جس کی طرف علماء و فقہاء حل مشکلات علمیہ کیلئے اشارہ کرتے ہوں کہ یہی حرف آخر سند اور حجت ہے۔ معارف علماء، ائمہ و فقہاء اور ارباب علم افتاء اور اہل علم و تحقیق مثلاً غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی، استاذ العلماء ملک المدرسین علامہ عطا محمد بندیالوی آبحر العلوم شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفی ازہری، استاذ العلماء علامہ شیخ المعقول والمنقول علامہ غلام رسول رضوی، استاذ العلماء علامہ مفتی وقار الدین قادری، تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری مفسر قرآن علامہ مفتی غلام علی اوکاڑوی، استاذ العلماء علامہ محمد عبد اللہ قصوری، محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفے اعظمی، فقیہ الہند شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، فقیہ العصر علامہ مفتی قاری محبوب رضا بریلوی، علامہ مفتی غلام سرور قادری، پاسبان مسلک اعلی حضرت مفتی ابو داود محمد صادق صاحب، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، علامہ سید محمود احمد رضوی شارح بخاری، علامہ مفتی عبد القیوم قادری رضوی ہزاروی، محقق زماں علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری وغیرہم قدست اسرارہم و مدظلہم جیسے اکابر امت تو اس خود ساختہ شیخ الاسلام اور مجدد صاحب کی مسلسل شرعی لغزشوں پر ۲۵ سے زائد کتب و رسائل اور فتاوی شرعیہ شائع فرما کر ان کو افکار جدیدہ کے باعث مسترد کر چکے ہیں مگر یہ خود اور ان کے حواری اور دریوزہ گر مجددیت کے خواب دیکھ رہے ہیں اور چھوٹا منہ اور بڑی بات کے مصداق بن رہے ہیں اور جمہور اکابر امت کی تائید و توثیق کے بغیر ہی خود بخود شیخ الاسلام اور نابغہ عصر بن کر اپنے ہلکا پن اور غیر ذمہ

درانہ حیثیت کا مظاہرہ کررہے ہیں۔

معیار مجددیت پر پورا بھی اتریں: جاننا چاہئے کہ حدیث شریف مجدد میں لفظ رَأس حسب محاورہ عرب ضرور بمعنی آخر ہے ولہذا حضرات علماء محققین اہلسنت ارشاد فرماتے ہیں: ان تمضی علیه المائة وھو عالم مشھور مفید مجدد کے لئے ضروری ہے اس پر صدی گذر یا اس حال میں کہ وہ مفید مشہور عالم ہو۔لیکن ایسی اشیائے متوالیہ میں حدفاصل ایک آن مشترک ہوتی ہے کہ وہ جس طرح اول کے آخر ہے یونہی آخر کے اول۔اور عمل تجدید مجدد ہرگز ختم صدی سے ختم ومنتہی نہیں ہوجاتا بلکہ وہ آخر اوّل واول آخر دونوں میں ہوتا ہے۔(تمضی علیه المائة وھو کذا) اس پر صدی گذرے اس حال میں کہ وہ ایسا ہو۔ اور تمام مجددین معدودین للمائۃ کو ملاحظہ فرمائیں کہ آخری صدی ماضی واول صدی حاضر دونوں میں ان کی تجدید اسلام والمسلمین کو مفید رہی تو بحال حیات مجدد جبکہ ایک صدی کا آخر گذر گیا اور دوسری صدی کا اول موجود اور وہ زندہ موجود ہو (ملخصاً از مجدد اعظم) ماحاصل یہ کہ اس مجدد نے گذشتہ صدی کا آخر حصہ پایا ہو اور موجودہ جاری صدی کا اول حصہ پایا ہو۔اس کی تجدید دین اسلام کو اس کے اکابرین معاصرین اسلام نے پسند کیا ہو۔اس معیار پر بھی طاہر القادری مجدد بننے اور کہلانے کے حقدار نہیں اور معیار مجددیت پر پورے نہیں اترتے کیونکہ یہ ۱۴۳۳ھ اور پچھلی ۱۴۳۰ھ میں اس بے چارے کا علمی تحقیقی تجدیدی دنیا میں کہیں نام ونشان بھی نہ تھا کیونکہ ان کے اپنے ایک منہاجی دریوزہ گر نے اپنے ایک جاہلانہ پمفلٹ ,,شیخ الاسلام،، میں ص ۶ پر بونگیاں مارتے ہوئے خود تسلیم کیا ہے کہ ان کے (خود ساختہ) مجدد نے ۱۹۷۰ء میں اپنے (داڑھی منڈے) والد ڈاکٹر فرید الدین صاحب سے جھنگ میں دورہ حدیث مکمل کیا۔گویا ۴۱ سال پہلے زیر تعلیم تھے اور گذشتہ ہجری صدی ۱۴۳۰ھ کو ختم ہوئے ۳۳ سال ہوئے چنانچہ ان کے اپنے بقول دورہ حدیث کی تکمیل کے وقت پچھلی ہجری صدی کے صرف آٹھ سال پائے ۔۱۹۷۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے گولڈ میڈل لیا اور ۱۹۷۴ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے قانون کا امتحان پاس کیا۔

مختصر یہ کہ ان کے اپنے بقول ۱۹۸۶ء میں پنجاب یونیورسٹی سے اسلامی فلسفہ عقوبات کے موضوع پر اسلامی قانون میں پی-ایچ-ڈی کا امتحان پاس کیا۔گویا پچھلی صدی ہجری کے جو آٹھ سال پائے تھے اس میں ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۶ء تک تعلیمی دور کے چودہ سال اور جمع کرو تو موجودہ جاری ہجری صدی کے چار سال مزید ان کے طالب علمی یا تحصیل علم وامتحانات میں گذر گئے۔اس طرح آنجناب نے فی الواقع پچھلی صدی ۱۳۰۰ھ کے آخر اور اس صدی کے چار سال گزرنے تک تجدیدی دنیا کی ہوا تک بھی نہیں سونگھی تو پھر کوئی عقل کا اندھا ہی ان کو مجدد مانے گا۔ہم اپنے اس دعویٰ کے ثبوت دیوبندیوں اور وہابیوں کے ہاں بھی معتبر ومستند مولوی عبدالحی لکھنوی کے مجموعہ فتاویٰ جلد دوم ص ۱۵۱ کا حوالہ بھی پیش کرتے ہیں۔وہ حدیث مجدد اور امام بدر الدین وعلامہ جلال الدین سیوطی کی عبارات نقل کرنے کے بعد حساب کتاب کے نتیجہ میں سید احمد ساکن رائے بریلی اور مولوی اسماعیل دہلوی کو محض خوش عقیدگی کی بناء پر مجدد کہنے لکھنے کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں: (علماء اسلام) کی ان عبارتوں سے صاف صاف ظاہر ہوگیا کہ سید احمد رائے بریلوی جن کی پیدائش ۱۲۰۱ھ میں ہوئی تھی اور ان کے مرید اسماعیل دہلوی وغیرہ حدیث شریف ﴿انّ اللہ عزوجل یَبْعثُ لِھٰذِہِ الامۃِ عَلٰی رَأسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا﴾ کے مصداق میں داخل نہیں،جس کا ماحاصل یہ کہ یہ دونوں مجدد نہیں کیونکہ انہوں نے پچھلی صدی مطلقاً نہ پائی اپنی عمر کی آخری صدی کے آخر تک زندہ رہے۔اسی طرح زورا زوری مجدد اور شیخ الاسلام بنائے جانے والے ڈاکٹر نے بھی اپنی ولادت کی پچھلی صدی پڑھنے سندیں اور ڈگریاں حاصل کرنے میں گذار دی تو ان کو ناحق مجدد منوانا اور ان پر شیخ الاسلام لقب محض خوش عقیدگی

کی بنا پر چسپاں کرنا سراسر غلط وخلاف واقع ہے۔ چلو اور بہت سی اہم باتوں سے صرف نظر اس شخص کو مجدد اور شیخ الاسلام بنا کر اپنا جی راضی اور دل ٹھنڈا کرنے والے صرف اتنا بتا دیں کہ جن وہابی اور شیعہ وغیر مقلد علماء کی اقتداء میں یہ ڈاکٹر نمازیں پڑھتا اور اتحاد امت کا نعرہ لگا کر جن شیعہ وہابی دیو بندی، مودودی مکتب فکر کے عناصر کو اپنے ادارہ کا ممبر اور رکن بناتا ہے وہ اس کو مجدد اور شیخ الاسلام مانتے ہیں؟ بیرونی ممالک کے چند نا معلوم وغیر معروف افراد کے ناموں سے یہ مغالطہ دینا کہ فلاں ملک فلاں لیڈر یا ڈاکٹر نے شیخ الاسلام کہہ دیا کوئی معنی نہیں رکھتا اپنے ملک اپنے گھر میں اکابر ومشاہیر کیا کہتے ہیں وہ سب جانتے ہیں۔ (رضائے مصطفیٰ مئی ۲۰۱۲ء)

مجدد شریعت کا پابند ہوتا ہے: منہاج القرآن کے مفتی بانی اور پہلے ناظم اعلیٰ مفتی محمد خاں قادری طاہر القادری کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

س قادری صاحب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا مزاج آمرانہ ہے۔ وہ کسی شوریٰ وغیرہ کے پابند نہیں ہیں کیا یہ ٹھیک ہے؟

ج جو آدمی شریعت کا پابند نہ ہو وہ کسی اور کا پابند کیسے ہو سکتا ہے۔ جو آدمی شریعت کی بات نہ مانے، وہ کسی اور کی کیا مانے گا، ہم نے ان کے سامنے شریعت کی باتیں رکھیں کتاب وسنت کی بات کی، لیکن انہوں نے قبول نہ کی۔ اس شخص نے یہاں تک کہا کہ میری ذات پر اندھا اعتماد کرو اور غیر مشروط وفاداری کرو حالانکہ یہ شان صرف رسول اللہ ﷺ کی ہے۔

س کہا جاتا ہے کہ قادری صاحب کی اکثر باتیں آپ کی لکھی ہوئی ہیں جو ان کے نام سے شائع ہوئی ہیں؟

ج آپ اس کو اس طرح کہہ لیں کہ منہاج القرآن میں جو علمی کام ہوا ہے وہ میرے ہاتھوں ہوا ہے ,,گستاخ رسول کی شرعی سزا،، پر تمام کام میں نے کیا ہے۔ لیکن میرے بعد وہ اس کام کو صحیح مرتب بھی نہ کر سکے۔ یہ میں نہیں کہتا کہ ان میں صلاحیت نہ تھی دراصل مسئلہ یہ تھا کہ قادری صاحب اس کام کی طرف آنے والے نہیں تھے۔ محنت نہیں کرتے تھے کیونکہ انہیں جلسوں اور سیاست کا چسکا پڑ چکا تھا۔ میرے سمیت کئی علمی لوگوں کا کام ان کے نام سے چھپا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے نام سے شائع ہونے والی کتابوں میں دیئے گئے حوالہ جات کا آج تک انہیں پتہ نہ ہو کہ یہ کس کتاب سے ہے۔ اب بھی کئی ساتھی مجبور ہیں، وہ وہاں بیٹھے ہیں۔ کام وہ کرتے ہیں اور چھپتا قادری صاحب کے نام سے ہے۔ (تاریخ میں کسی ایسے مجدد کا نام نہیں ملتا جو کسی کی کتابیں اپنے نام سے چھاپتا ہو؟)

س جب طاہر القادری پر قاتلانہ حملہ ہوا تو آپ اس وقت منہاج القرآن میں موجود تھے اس کی اصل تفصیل کیا ہے جب کہ عدالت اسے ,, ڈرامہ،، قرار دے چکی ہے اور جج کے فیصلے کے الفاظ کیا تھے؟

ج میں وہیں موجود تھا ۲۵ رمضان کی بات ہے کیس عدالت میں چلتا رہا وہاں حقائق سامنے آئے جب عدالت میں انہیں شکست نظر آئی تو وہاں سے بھاگ آئے۔ اس واقعہ میں عدالتِ عالیہ کے جج کا فیصلہ الہامی فیصلہ،، ہے۔ تفصیلی فیصلہ تمام اخبارات ورسائل میں چھپ چکا ہے جج نے ان کے بارے میں کہا تھا کہ ,,یہ محسن کش، جھوٹا، شہرت کا بھوکا، دولت کا پجاری اور لالچی ہے۔

س منہاج القرآن چھوڑنے کے بعد عالمی دعوتِ اسلامیہ میں شمولیت کی کیا وجوہات ہیں؟

ج طاہر القادری کے خواب تو آپ سن چکے ہیں لیکن ایک خواب مجھے بھی آیا۔ یہ خواب ادارہ چھوڑنے سے قبل کئی ساتھیوں کی موجودگی میں

قادری صاحب کو بھی سنایا تھا۔ خواب یہ تھا کہ میں قادری صاحب اور جامعہ کے ایک استاد مولانا ظہور الہی صاحب ایک کچے راستے میں موجود ہیں ۔ دیوار کے پاس ایک راستہ جاتا تھا۔ ہم سوچتے ہیں کہ اب کیا کریں؟ خطرہ بہت ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ میرے پیچھے پیچھے آئیں۔ قادری صاحب کو ہم درمیان میں کر لیتے ہیں۔ دیوار کی ایک طرف گندہ پانی ہے۔ ایک طرف موڑ آ گیا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو دونوں غائب ہیں اور قادری صاحب گندے پانی میں گرے ہوئے ہیں۔ میں ان کو بچانے کے لئے گندے پانی میں داخل ہوتا ہوں اور ان کے جسم کو صاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن جیسے صاف کرتا ہوں وہ پھر گندہ ہو جاتا ہے اور قادری صاحب ہاتھ چھڑا کر گندے پانی میں ڈبکی لگا لیتے ہیں۔ اس زمانہ میں قادری صاحب اور دیگر ساتھیوں نے یہ تعبیر بیان کی تھی کہ میں قادری صاحب کا دفاع کروں گا اور ہاں میں نے ایک مدت تک ان کا دفاع کیا بھی ... لیکن ایک مرحلہ پر مجھے ہوش آیا۔ جب میرے ایک سابقہ شاگرد نے مجھے آ کر کہا کہ ,,کیا آپ کی تخلیق صرف قادری صاحب کے دفاع کی خاطر ہے،، اس جملہ نے میرے اندر انقلاب پیدا کر دیا۔ (مفتی محمد خاں قادری کا انکشافاتی انٹرویو، ملنے کا پتہ صراط مستقیم پبلیکیشنز پیپلز کالونی گوجرانوالہ، 03338173630) ماہنامہ اخبار اہل سنت لاہور، اکتوبر، نومبر ۱۹۹۷ء)

افسوس ناک انکشاف: ایک صحیح مجدد خود بھی سنت کا پابند اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتا ہے۔ لیکن مولانا علامہ مفتی عبد اللطیف مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور (سابق مدرس ادارہ منہاج القرآن) نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا ہے کہ فقیر (منہاج القرآن) سبق پڑھا رہا تھا کہ پیغام آیا طاہر القادری بلا رہے ہیں۔ جب میں گیا تو قادری صاحب نے کہا۔ آپ نے ٹوپی (قراقلی) نہیں پہنی۔ جواباً میں نے کہا کہ میں نے سنت کے مطابق دستار تو پہنی ہوئی ہے۔ قادری صاحب نے کہا کہ یہ ڈسپلن کے خلاف ہے (معاذ اللہ) میں نے کہا میں تو چاہتا ہوں کہ آپ اور طلبہ کے سر پر بھی دستار ہو۔ قادری صاحب نے پھر کہا یہ ڈسپلن کے خلاف ہے۔ میں نے کہا ڈسپلن اپنے پاس رکھو اور مدرس کا انتظام کرو۔ وہاں سے میرے نکلنے کا باعث یہی بات بنی۔ میں آج تک جو سمجھا ہوں وہ ہے اقوال و افعال میں تضاد۔ وہ فتوی جس میں حضرت علامہ کاظمی صاحب نے اس کو ضال مضل (گمراہ اور گمراہ کرنے والا) فرمایا اس کو صحیح سمجھتا ہوں،،

استغفر اللہ: عمامہ شریف کو اپنے نام نہاد ڈسپلن کے خلاف قرار دے کر تو پروفیسر صاحب مودودی سے بھی بڑھ گئے کیونکہ مودودی اور کئی دوسرے لوگ اگرچہ عمامہ شریف سے محروم رہے۔ لیکن کسی نے ڈسپلن کو عمامہ شریف پر ترجیح تو نہیں دی سنیو آنکھیں کھولو اور قول و فعل کے تضاد اور ظاہر و باطن کے اس ہولناک فرق پر غور کرو کہ زبان سے عشق رسالت کا پرچار اور پروفیسری ماحول و درسگاہ میں سنت پاک پر عمل نہ صرف متروک بلکہ عمامہ شریف بھی معیوب و ڈسپلن کے خلاف۔ انا للہ و انا الیہ راجعون (خطرہ کی گھنٹی از مفتی صادق قادری رضوی گوجرانوالہ ص ۳۰)

مجدد کا کام سنت کی ترویج اور بدعتوں کا انکار ہوتا ہے اور جو سنت کو ڈسپلن کے خلاف کہے کیا وہ مجدد ہو سکتا ہے مجھے پوری تاریخ اسلام سے ایک مثال پیش کرو کہ کسی مجدد نے سنت کو ڈسپلن کے خلاف کہا ہو۔

تارک سنت دیدار مصطفی ﷺ سے محروم رہیں گے: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین ایسے شخص ہیں جو میری زیارت سے محروم رہیں گے (۱) اپنے والدین کا نافرمان (۲) میری سنت کا تارک (۳) اور جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔ (القول البدیع ص ۱۵۱، آب کوثر ص ۹۱)

دو غازی دو فتوے: ڈاکٹر صاحب نے اپنی گفتگو میں ممتاز حسین قادری کو قاتل اور اس کا ساتھ دینے والے علماء و مشائخ اور کروڑوں مسلمانوں کو ,,بیرونی ایجنڈے،، کی تکمیل پر مامور بیان کیا ہے جن حضرات نے ڈاکٹر صاحب کی گفتگو سنی ہے وہ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کو گورنر

کے مرنے کا کس قدر رنج وغم ہے اور انہوں نے علماء ومشائخ پر کس قدر غصہ نکالا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس انداز بیان کے بعد ایک حوالہ کافی رہے گا

تقریباً پون صدی قبل جب غازی علم الدین شہید ۱۹۲۹ء نے ملعون راجپال کو واصل جہنم کیا تھا تو دجال قادیان مرزا کے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے چیف گرو مرزا بشیر الدین قادیانی نے ان الفاظ میں احتجاج کیا تھا ,,اسی طرح اس قوم کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں ،خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی ایسا کریں ،فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار براءت کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعے نہیں ہوسکتی۔ وہ نبی بھی کیا نبی ہے جس کی عزت بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے سخت نادانی ہے۔۔۔۔۔ وہ لوگ (غازی علم الدین شہید) جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ میرے نزدیک تو اگر یہی شخص (راجپال کا) قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہوسکتا ہے جو اس کے پاس جائے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو تمہیں اب ملے گی ہی ،لیکن قبل اس کے کہ وہ ملے ،تمہیں چاہئے خدا سے صلح کرلو۔ اس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اسے بتایا جائے کہ (غازی علم الدین) تم سے غلطی ہوئی ہے۔ (الفضل قادیان، ج ۱۶ شمارہ ۸۲ ص ۷-۸ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء)

قارئین! غور فرمائیں ڈاکٹر صاحب اور مرزا بشیر الدین کے ،غازیان اسلام غازی علم الدین شہید کے متعلق ریمارکس میں کتنی مماثلت پائی جاتی ہے۔ اس مماثلت کی وجہ تو خود ڈاکٹر صاحب اور ان کے متبعین ہی بتا سکتے ہیں۔

ایک طرف مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین، غازی اسلام غازی علم الدین شہید کے اس اقدام کو ,,قانون شکنی،، کہہ رہا تھا تو دوسری طرف قائد اعظم محمد علی جناح جیسا وکیل اور قانون دان غازی صاحب کی مفت وکالت کے لئے خود کو پیش کر رہا تھا اور اس وکالت کو اپنی اخروی نجات کا ذریعہ سمجھ رہا تھا۔ عجیب اتفاق ہے ممتاز حسین قادری نے مردود گورنر کو واصل جہنم کیا تو ڈاکٹر صاحب بھی غازی ممتاز قادری کے اس عاشقانہ اقدام کو ,,قانون شکنی،، کہہ رہے ہیں تو دوسری طرف ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ چیف جسٹس خواجہ شریف صاحب، جسٹس میاں نذیر اختر، جسٹس نذیر احمد غازی جیسے قانون دان غازی ممتاز قادری صاحب کی مفت وکالت کے لئے سامنے آئے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ وکالت نامے پر دیگر ہزاروں وکلاء کے دستخط موجود ہیں۔ جسٹس خواجہ شریف صاحب کے ایک قریبی عزیز کے مطابق خواجہ صاحب نے اپنے دفتر میں غازی ممتاز قادری کے دستخطوں والی تحریر کو فریم کروا کے لگایا ہوا ہے اور انہوں نے بیٹے کو وصیت کی ہے کہ اگر میں مرجاؤں تو غازی ممتاز قادری کا وکالت نامہ میرے کفن میں رکھنا تا کہ اگر اللہ تعالی پوچھے کہ خواجہ شریف کیا لیکر آئے ہو تو عرض کردوں اے اللہ تیرے محبوب ﷺ کے عاشق کا وکیل ہوں۔۔۔۔۔ شاید اسی باعث میری بخشش ہو جائے۔

ڈاکٹر صاحب! ملک کے معروضی وقانونی معاملات آپ کینیڈا میں یا یوکے میں بیٹھ کر زیادہ سمجھتے ہیں یا خواجہ شریف اور دیگر قانونی ماہرین آپ اسے قاتل سمجھتے ہیں جب کہ وہ راقم حنیف قریشی سمیت کروڑوں مسلمانوں کی عقیدتوں کا مرکز بن چکا ہے اور آج ہر زبان پر ایک ہی نعرہ جاری ہے۔ جرأت وبہادری۔۔۔۔ (ممتاز حسین قادری) **(نوٹ:** زیادہ تفصیل کے لئے میری کتاب ,,قلم کچھ اور لکھتا ہے زبان کچھ اور کہتی ہے،، کا مطالعہ کریں۔ ملنے کا پتہ اسلامک بک کارپوریشن اقبال روڈ راولپنڈی 0515536111 قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور، ادارہ ضیاء السنہ ملتان، مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ A فیصل آباد، مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

(سیرت حضور نقشِ لاثانی کا ایک اہم باب) (گذشتہ سے پیوستہ)

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوگ کے بجائے جشن: ضلع گجرات ایک دور افتادہ علاقے میں دو گاؤں ہیں آچھ اور گوچھ۔ پاکستان کا مشہور فنکار عالم لوہار اسی آچھ میں پیدا ہوا تھا۔ آج کل ان کے بیچ میں کچی سڑک گزرتی ہے، مگر کسی زمانے میں شہر گجرات سے یہاں تک اک سفر بڑا کٹھن تھا۔ ظاہراً اتنا دور ہونے کے باوجود ان دیہات کے برادران طریقت از حد مخلص تھے اور انہی کو نوازنے کے لئے قیوم زمانی حضور شہنشاہ لاثانی اور پھر شہنشاہ ولایت سرکار نقشِ لاثانی قدست اسرارھما چورہ شریف کی جاتے یا واپسی کے سفر میں یہاں تشریف لے آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ برادر طریقت عبدالحق صاحب کی دادی صاحبہ سخت بیمار تھیں اور اپنے شیخ کریم (حضور نقش لاثانی) کی زیارت کی بہت آرزو مند تھیں روحانی رابطے کی بنا پر ایک بار حضور اچانک تشریف لے آئے۔ مائی صاحبہ نے زیارت سے قلب و جان کی پیاس بجھائی اور چند لمحوں میں جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی (مرحومہ کی یہی خواہش تھی کہ سرکار نقشِ لاثانی علیہ الرحمہ ہی نماز جنازہ پڑھائیں) رات کو آپ نے دیکھا، اہل خانہ میں سے کوئی ادھر دوڑ رہا ہے اور کوئی ادھر سے ٹین وغیرہ اٹھائے لا رہا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وسیع پیانے پر حلوہ تیار کیا جا رہا ہے۔ کنبے کے سربراہ سے پوچھا گیا، سوگ کے موقعے پر ایسی ضیافت، کیا مطلب؟ شرعی نقطہ نظر سے بھی یہ جائز نہیں۔ اس نے بڑی نیاز مندی سے جواب دیا' حضور! ہم نے لوگوں کے ہاں ایسی ضیافتیں اڑائی ہیں، اب کیونکر کھلانے سے بچ سکتے ہیں' حضور نقشِ لاثانی نے برادری کے معزز اور بااثر افراد کو بلا کر اس کے شرعی، عقلی اور سماجی نقصانات سمجھائے تو سب نے توبہ کی اور ہمیشہ کے لئے اس علاقے کی برادری سے یہ بری رسم ختم ہوگئی۔ خدانخواستہ اب تک یہ روش قائم رہتی تو نجانے کتنے لوگ خانماں برباد ہو چکے ہوتے اور مفلسی کا تپ دق انہیں کہاں پہنچا چکا ہوتا۔

عرس منانے کا غلط انداز: یہ واقعہ کسی سفر کے دوران پیش آیا، کہاں پیش آیا مجھے یاد نہیں رہا۔ قصہ یہ ہے کہ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ گھوڑی پر سوار کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے سے کچھ فاصلے پر کسی بزرگ کے مزار پر میلا لگا ہوا تھا۔ منتظمین نے حضور کو پہچان لیا تو دوڑے آئے اور ملتجی ہوئے کہ سرکار تشریف لے چلئے اور ختم شریف میں دعا کر جایئے۔ حضرت والا نے ان کی درخواست قبول فرمالی، تشریف لے گئے تو آیات ختم شریف کی تلاوت کے بعد انتظام کرنے والوں سے پوچھا تم نے قرآن بھی اس سلسلے میں پڑھا ہے کہ نہیں۔

انہوں نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا 'اب کس چیز کا ثواب پہنچاؤں، چمٹے بجانے کا یا رقص وسرود کا'۔ بہرحال منتظمین نے توبہ کی اور آئندہ ہمیشہ شرعی انداز میں عرس منانے کا عہد کیا۔

ملنگوں کی توبہ: 'ہم بیعت کیونکر ہوئے' کے زیرعنوان اسی کتاب میں حضرت پیر سید شبیر حسین صاحب کی روایت سے ملنگوں کی ایک جماعت کے حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کے دست حق پر بیعت ہونے کا واقعہ مذکور ہو چکا ہے، غور سے دیکھیں، وہ بھی آپ کے 'نہی عن المنکر' کا ایک جاندار اور موثر شاہد ہے۔

مسجد کا طہارتخانہ: صوفی محمد حسین نعت خوان بیان کرتے ہیں کہ ان کے گاؤں ٹریٔی کی مسجد کا طہارت خانہ فرش مسجد سے بھی آگے ایک طرف تھا اور طہارت کرنے والا مسجد میں سے گزر کر (اور جوتے ہاتھ میں لے کر) طہارت خانے تک پہنچتا تھا۔ فارغ ہو کر پھر جوتے ہاتھ میں اٹھاتا اور جوتوں کی جگہ رکھ دیتا۔ حضور نقش لاثانی قدس سرہ نے یہاں سے طہارت خانہ ختم کرا دیا اور مسجد سے باہر بنوا دیا۔

چوبچہ گرادیا: انہی صوفی صاحب کے بیان کے مطابق اسی گاؤں میں ایک کنوئیں کے ساتھ چوبچہ بنا ہوا تھا۔ جسمیں نہانے والے نہایا کرتے تھے۔ ایک بار یہاں چودھری منشی مرحوم (ٹیلے والے) جانگھیا پہن کر نہا رہے تھے اور اسی حال میں کنوئیں سے پانی نکالنے کے لئے اس کی منڈیر پر چڑھ جاتے تھے۔ اسی اثنا میں حضور نقش لاثانی قدس سرہ کا ادھر سے گزر ہوا تو چودھری صاحب سے سخت خفا ہوئے اور پھر آپ کے ارشاد پر چوبچہ بھی گرا دیا گیا۔ دیکھا جائے تو اس طرح نہانے میں دو قباحتیں تھیں، ایک تو ان کا ستر کھل رہا تھا یعنی جسم کا وہ حصہ جسے ہر وقت چھپانا ضروری ہے، وہ بے پردہ ہو رہا تھا اور دوسرے جب وہ پانی نکالنے کی کوشش کرتے، ان کے جسم سے پانی کی بوندیں کنوئیں میں گرتی تھیں۔ چوبچہ گرانے کا مقصد یہ تھا کہ دوسروں کے یوں نہانے کا امکان نہ رہے۔

مسجد کے آداب کے سلسلے میں حضور نقش لاثانی قدس سرہ مردہ نہلانے کے تختے کو بھی اندر رکھنا پسند نہیں فرماتے تھے اور سختی سے اس سے روکتے تھے۔

نماز: نماز کی تاکید بہت فرماتے۔ صوفی ریاض احمد صاحب کا بیان ہے ایک دفعہ سستی طبیعت پر غالب آئی کہ عشاء کی نماز اکثر قضا ہو جاتی۔ ایک دن میں دربار شریف حاضر ہوا تو حضور نقش لاثانی قدس سرہ دیکھتے ہی فرمانے لگے

''عشاء دی نماز وی پڑھیا کر'' یعنی عشاء کی نماز بھی پڑھا کر۔

خود میں نے حضور کو نماز کے بارے میں تاکید کرتے ہوئے بارہا سنا۔ اکثر کوئی شخص بیعت کے لئے عرض کرتا تو فرماتے 'نماز پڑھنی پڑتی ہے'۔ آخری دور میں جب حضور کے پائے مبارک میں اکثر درد رہتا تھا اور چلنا پھرنا آسان نہیں تھا، ایک خاتون اپنے بیٹے کو بیعت کے لئے لائی۔ حضور نے فرمایا 'وضو کر آؤ' وہ باوضو ہو کر چٹائی پر بیٹھ گیا تو حضور نے چارپائی سے بمشکل چل کر چٹائی پر تشریف لے آئے اور اس کا ہاتھ پکڑنے سے پہلے پوچھا 'نماز آتی ہے؟'' اس نے جواب دیا 'نہیں حضور'۔ ہاتھ چھوڑ کر فرمایا 'جاؤ! پہلے نماز سیکھ آؤ اور پھر بیعت ہو'۔

اسلامی وضع ولباس: اپنانے پر بھی حضور نقش لاثانی قدس سرہ بہت زور دیتے تھے۔ ڈاڑھی رکھنے کی ہدایت فرماتے رہتے۔ صوفی محمد حسین صاحب کے مطابق عار دلانے کے لئے کبھی کبھی فرماتے 'ہندو لوگ سوگ مناتے وقت اپنے ابرو منڈوا دیا کرتے ہیں، ان مسلمانوں کو کیا ہوگیا جو مونچھیں ڈاڑھی سب کا صفایا کرا لیتے ہیں'۔ ہر کمپنی اور ہر شعبے کا ایک نشان ہوتا ہے جس سے اس کی پہچان ہو سکے۔ مسلمان کی پہچان ڈاڑھی ہے اور دیگر شعائر اسلام پر عمل کرنا۔

مفکر ملت قبلہ صوفی محمد علی صاحب نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ:

غالباً موسم گرما ۱۹۵۵ء میں حضور نقش لاثانی قدس سرہ ہمارے گاؤں 'آڈھا' میں تشریف فرما تھے۔ نماز عصر کے بعد گاؤں کی جنوبی سمت علاقے کا ایک مشہور بیل رہٹ چلا رہا تھا اور حضور اسی کو ملاحظہ فرمانے یہاں ایک چارپائی پر جلوہ فروز تھے۔ میرے والد ماجد جناب 'مہر شکر دین مرحوم' یہیں پہلی بار زیارت سے مشرف ہوئے۔ دست بوسی کے بعد ایک طرف مڑے تو میں نے عرض کی 'حضور یہ میرے والد ماجد ہیں' کریم بندہ نواز (علیہ الرحمہ) نے نظر اٹھائی اور والد صاحب سے فرمایا 'ادھر آؤ اور بات سنو'۔ وہ قریب آئے تو فرمایا 'تمہارے بیٹے نے ڈاڑھی رکھی ہوئی ہے، دیکھو کیسی اچھی لگتی ہے، تم بھی رکھ لو'۔ والد صاحب مسکراتے ہوئے خاموشی سے کچھ دور بیٹھ گئے۔ مرد حق کے الفاظ کی تاثیر دیکھئے، بظاہر خاموش رہنے کے باوجود نماز کے بھی پابند ہوگئے اور ڈاڑھی بھی بالکل سنت مطہرہ کے مطابق آخر تک مشت بھر رہی:۔

علامہ محمد اکرم صاحب نقشبندی جو شریعت وطریقت کے اسرار میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اپنا چشم دید واقعہ سناتے ہیں:

''میں دربار شریف میں حاضر تھا کہ ایک عمر رسیدہ بے ریش حاضر خدمت ہوا۔ حضور نقش لاثانی قدس سرہ نے اسے دیکھا تو فرمایا 'یہ وقت اور کوچہ کوچی ابھی ختم نہیں ہوئی'، دو تین بار آپ نے یہی جملہ دھرایا۔ مجھے اس کی ذرا سمجھ نہ آئی۔ آخر صاف لفظوں میں فرمایا 'اپنی عمر کو دیکھ، قبر میں پاؤں ہیں اور ابھی ڈاڑھی منڈوانے سے باز نہیں آیا'۔ اس نے نذرانہ پیش کیا مگر آپ نے واپس کر دیا پھر سختی سے فرمایا 'یہاں سے چلا جا اور ڈاڑھی منڈوانے سے توبہ کر''

اور یہ واقعہ تو خود میرے دیکھنے کا ہے۔ ایک معمر شخص جو بے ریش تھا، دربار شریف میں ہمارے ساتھ بیٹھا تعویز لکھ رہا تھا کہ حضور نقش لاثانی تشریف لے آئے، آپ نے اسے سخت تنبیہ فرمائی کہ اس شکل وصورت کے ساتھ تعویز لکھنے کی جرات۔ کیا ابھی توبہ کا وقت نہیں آیا؟۔ (حالانکہ حضور طبعاً نہایت حلیم تھے، مگر اندر سے غرور وتکبر نکالنے کے لئے بعض دفعہ سخت لہجہ بھی اختیار فرما لیتے تھے جسے اہل طریقت جلالی انداز کہتے ہیں)

خلاف شرع لمبی مونچھوں کو بھی حضور ازحد ناپسند کرتے تھے حتیٰ کہ بعض اوقات انہیں شرع شریف کے مطابق پست کرنے کے لئے سختی بھی فرماتے۔ اس سلسلے میں ایک دو واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

چودھری محمد صدیق صاحب آف دودھم جو برسوں دربار شریف میں سرگرم خدمت رہے، بیان کرتے ہیں ایک بار ان کی موجودگی میں ایک بڑی بڑی مونچھوں والے صاحب جو خود کو سید اور اپنی مونچھوں کو 'شاہ پر' کہتے تھے، آگئے۔ آپ نے انہیں اس حرکت سے باز رکھنا

چاہا اور مونچھیں پست کرنے کی تلقین فرمائی مگر وہ نہ سمجھ سکے۔ آخر آپ نے انہیں جبراً لٹوا کر مونچھیں درست کرائیں۔

حافظ نذیر احمد صاحب بوعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ موضع حسین پور بابریاں سے کہیں تشریف لے جانے کے لئے گھوڑی پر سوار ہو چکے تھے کہ خلاف شرع مونچھوں والا ایک شخص سلام کرنے کے لئے آگے بڑھا، حضور نے اسی وقت نائی کو بلوایا اور اسے لمبی مونچھوں سے نجات دلائی۔

یہ واقعہ بہت سے ذہنوں میں تازہ ہوگا کہ وصال شریف سے آٹھ دس سال پہلے آپ جھال خانوآنہ فیصل آباد میں عرس کی آخری نشست کی صدارت فرما رہے تھے۔ اور محفل پورے جوبن پر تھی کہ ایک عالم دین (جن کا نام بھی مجھے یاد ہے) حضور کی دست بوسی کو جھکے۔ سرکار نقشِ لاثانی نے ان کا ہاتھ پکڑا اور لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کرا دیا کہ فلاں نائی اوزار سمیت پہنچ جائے۔ چنانچہ بھرے جلسے میں منہ زور مونچھوں کو حد اعتدال پر لایا گیا۔ (میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ عالم مذکور بعض غلط قسم کے پیروں اور مولویوں کے نقش قدم پر چل کر مونچھوں کی پرورش فرما رہے تھے اور سمجھتے تھے کہ اگر غلط ہوں تو حضور نقش لاثانی مجھے کیوں نہ روکیں تو ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اس قسم کا اہتمام کیا گیا)

حضرت اقدس قدس سرہ کا نقطہ نظر جس کا آپ اکثر اظہار فرماتے تھے، یہ تھا کہ لمبی مونچھیں پانی پیتے وقت پانی میں ڈوب جاتی ہیں اور یوں جو پانی مونچھوں کا گرد و غبار لے کر حلق میں جاتا ہے، ناجائز اور نقصان دہ ہوتا ہے۔

غرض اسلامی وضع قطع کو آپ بڑی اہمیت دیتے تھے۔ مشت بھر ڈاڑھی کو سنت کے مطابق سمجھتے تھے، اس حد سے کم ہوتی یا زیادہ، دونوں صورتوں کو خلاف سنت قرار دیتے۔ یونہی لمبی مونچھوں کی طرح ان کا قلع قمع کرنا آپ کو ناپسند تھا۔ اس سے شکل مسخ ہو جاتی ہے۔ (حدیث پاک میں بھی مونچھوں کو پست کرانے کا حکم ہے، انہیں نیست و نابود یا بے نام و نشان کر دینے کا نہیں)

اذان: وقت سے پہلے اذان دینا سخت گناہ ہے۔ فقہ کی کتابوں کے مطابق ایسی اذان کو دہرانا چاہئے۔

حضور کے فرزند اکبر جو آپ کے مسند نشین بھی ہوئے، راوی ہیں کہ ایک شخص نے دربار شریف کی مسجد میں وقت سے کچھ پہلے اذان دے دی تو حضور سرکار نقشِ لاثانی قدس سرہما کے روضۂ مقدس پر محو ذکر و فکر تھے، سخت خفا ہوئے۔ آپ نے موذن سے فرمایا، اگر کسی نے اس اذان پر نماز فجر وقت سے پہلے پڑھ لی یا کسی نے تہجد کے نفل اس غلط فہمی پر چھوڑ دیئے کہ وقت نہیں رہا، کسے گناہ ہوگا۔ چنانچہ وقت ہو جانے پر دوبارہ اذان کہی گئی۔

آپ اذان کہنے کے لئے خوش آواز لوگوں کو مناسب سمجھتے تھے۔ جن لوگوں کی آواز میں درشتی، وحشت یا تنفر سا ہوتا ہے، ان کا اذان کہنا اچھا نہیں جانتے تھے۔

نماز باجماعت: پر سختی سے عمل تھا۔ سفر و حضر میں بھی اس کا اہتمام تھا۔ پروفیسر محمد یونس حسرت مرحوم جو تقریباً اسی (۸۰) کتابوں کے مصنف و مرتب تھے، وصال سے چند ماہ قبل دو تین دن کے لئے ہم سفر رہے تو، وصال شریف کے بعد ایک سلسلہ گفتگو میں فرمانے لگے، حضور نقش

لاثانی قدس سرہ کی جس ادا نے مجھے بہت متاثر کیا، وہ آپ کا سفر میں بھی نماز با جماعت کا اہتمام تھا۔ وقت کی گنجائش یا کسی مقتدی کی کمزوری و بیماری کو ملحوظ نہ رکھنے والے امام کو بھی آپ (بعد میں) سمجھا دیتے تھے۔ یونہی ختم شریف میں لمبی لمبی قرائتوں اور بعد میں لمبی لمبی دعاؤں سے بھی منع فرما دیا کرتے تھے۔

جماعت شروع ہونے سے پہلے حضور صفیں سیدھی کرا لیتے، جب تک صفیں سیدھی نہ ہو جاتیں نماز شروع نہ ہونے دیتے۔ نماز کے مقابلے میں کسی ورد و وظیفہ کو اہمیت نہیں دیتے تھے۔ صوفی محمد اشرف صاحب خطیب ترگڑی (ضلع گوجرانوالہ) راوی ہیں کہ حضور قبلہ عالم سرکار نقش لاثانی قدس سرہ کی خدمت میں ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے ارشاد ہوا 'تمہاری جیب میں کیا ہے'؟ عرض کیا 'ایک وظیفہ لکھا ہوا ہے'۔ پوچھا 'نماز پڑھتے ہو'؟ بولا 'حضور نہیں' فرمایا 'نماز پنجگانہ پڑھا کرو اور چھوڑنا ہے تو وظیفہ چھوڑ دو''

سنت کی افضلیت: حضرت مولانا محمد اکرم (گوجرانوالہ) بیان کرتے ہیں 'باقاعدہ طالب علمی کے زمانے میں، میں نے خط کے ذریعے نفلی نمازیں اور روزے ادا کرنے کی اجازت چاہی تو فرمایا سنت عصر و عشا کو ادا کرنا نوافل سے بہتر ہے۔

قربانی کا گوشت: صوفی شوکت علی عاجز صاحب کی روایت کے مطابق دربار شریف کے ایک درویش نے عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کا گوشت جانوروں کا گوبر اٹھانے والے عیسائیوں کو دے دیا۔ اطلاع ملنے پر آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا غیر مسلموں کو تو اس کی اوجری بھی نہیں دینی چاہیے۔ (اسے بھی دربار شریف کے کتوں کے آگے ڈال دیا کرو۔) یہ اس اہل ہی نہیں، ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بارے میں ان کے عقائد کتنے غلط ہیں۔

تصاویر: (یعنی جانداروں کی) تصاویر بنانے سے سخت منع فرماتے تھے۔ کوئی شخص کیمرہ لے کر آپ کی تصویر کھینچنا چاہتا تو اجازت نہ دیتے اور فرماتے، تصویر دل میں ہونی چاہیے'۔ ایک دفعہ سالانہ عرس کے اختتام پر فیصل آباد کے بعض نوجوانوں نے بھی ایسی ہی کوشش کی تو حضور نے روک دیا۔ ان پر خاطر خواہ اثر نہ ہوا تو حاضرین بارگاہ سے فرمایا 'ان سے کیمرہ لے کر توڑ ڈالو'۔ حج و زیارت کے سفر پر جانا ہوتا تو تصویر کھنچوا لیتے۔ آج کل جو تصاویر ملتی ہیں، ایسے ہی مواقع سے تعلق رکھتی ہیں۔ ہاں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا، حضور کسی جلسے میں محویت و مراقبہ میں ہوتے تو بعض لوگ اس موقعے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر تصویر بنا لیتے۔

حضور نقش لاثانی قدس سرہ بزرگوں کی جعلی تصاویر کے بھی سخت مخالف تھے۔ کسی غلام کے ہاں قدم رنجہ فرماتے تو اور دیوار وغیرہ پر کسی جاندار کی بالخصوص کسی بزرگ کی ایسی جعلی تصویر دیکھتے تو فوراً اتروا دیتے یا اپنے عصائے مبارک سے نیچے گرا دیتے۔ عموماً تصویر میں بزرگ کے ہاتھ تسبیح پکڑائی جاتی ہے۔ اس ادا پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے 'کیا بزرگ دکھا دکھا کر تسبیح پھیرتے ہیں' (حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کا ریاکارانہ انداز حضور کو کبھی نہ بھایا اور خود اپنی تسبیح کے دانے بھی آپ چھپا چھپا کر رکھتے تھے اور یہ تسبیح ایسے باریک دانوں پر مشتمل ہوتی تھی کہ آسانی سے مٹھی میں چھپ جاتی تھی)

مجھے اس بات پر بڑا دکھ ہے کہ بعض آستانوں سے تعلق رکھنے والے حضرات اپنے اپنے مشائخ کی تصاویر بڑے اہتمام سے گھروں

میں دیواروں پر لٹکاتے ہیں۔ یہ افسوسناک رسم اب اپنے برادران طریقت کے ہاں بھی زور پکڑ رہی ہے۔ حالانکہ مشہور احادیث کے مطابق سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایسے گھروں میں تشریف نہیں لے جاتے تھے، جن میں جانداروں کی تصویر ہوتی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے مرشد کامل، اپنے ولی نعمت حضور نقش لاثانی قدس سرہ نے اس سنت پر واضح عمل کر کے دکھا بھی دیا ہو تو پھر کونسی اور کیسی روحانیت ہے جو اس 'بدعت' پر دلیر کرتی ہے۔

عرس کے ایک موقعے پر لائٹنگ والے فیصل آبادی احباب نے لائٹنگ سے مور کی تصاویر اسی طرح بنائی جیسے عموماً شادی بیاہ کے موقع پر بنائی جاتی ہے۔ میں حضور نقش لاثانی قدس سرہ سے شکایت کی تو فرمایا 'تو نے خلاف شرع کام سے روکا کیوں نہیں'۔ چنانچہ میں بھاگم بھاگ گیا اور انہیں روک آیا۔

عورتوں اور مردوں کا اختلاط بھی سخت ناپسند تھا۔ کسی جگہ عرس یا دوسری دینی تقریب میں مردوں اور عورتوں کے بیٹھنے کی جگہوں میں پردہ حائل نہ ہوتا تو نرمی یا سختی سے پردہ حائل کراتے۔ اپنے سالانہ عرس میں حضور بڑی تاکید سے عورتوں کو شامل ہونے سے روکتے، حتیٰ کہ بعض اوقات عرس مقدس کے ایک دو دن پہلے دربار شریف کے باغ یا کسی دوسری جگہ راستے میں کام کرار ہے ہوتے تو عورتوں کو وہیں سے واپس کر دیتے۔ حضور تقریر نہیں فرماتے تھے۔ مگر عرس مقدس کے موقع پر اختتامی دعا سے پہلے خود اپنی زبان مبارک سے مائک پر اعلان فرماتے کہ

''خواتین کی خدمت میں عرض ہے کہ سارا سال میں جب چاہیں، تشریف لائیں مگر عرس سے ایک ہفتہ قبل اور ایک ہفتہ بعد تک نہ آیا کریں''

ابتداء میں جب عرس مقدس کے اشتہارات شائع ہوتے تھے، ان پر بھی مستورات کو آنے کی اجازت نہ ہونے کی وضاحت ہوتی تھی۔ اتنی تاکیدوں کے باوجود کچھ نہ کچھ خواتین ضرور آجاتیں تو ان کے بیٹھنے، وضو کرنے اور لنگر کا انتظام مردوں سے الگ تھلگ ہوتا تھا۔

عرس مقدس کے علاوہ بھی عورتوں کا بے پردہ اور کھلے منہ آنا سخت ناگوار تھا۔ چنانچہ بعض اوقات سخت ڈانٹ پلاتے تھے۔ تعویز پر متعین حضرات کو حکم تھا کہ خواتین کو جلد از جلد فارغ کیا کریں۔ عورتوں کے سروں پر ہاتھ پھیرنا (جیسے بعض پیر حضرات کرتے ہیں) یا ان کو دست بوسی کی اجازت دینا کہ دیکھنے والے کو مصافحہ نظر آئے، سخت برا سمجھتے تھے۔ کسی کو ایسا کرتے دیکھ لیتے تو بہت ناراض ہوتے۔ چنانچہ روضہ سرکار لاثانی قدس سرہ کے خادم مستری لال دین مرحوم جو از حد معمر اور ضعیف تھے کو ایک بار عورتوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے دیکھ لیا تو جلال میں آگئے۔ افسوس کی بات ہے کہ بعض دینی لوگ بھی دور حاضر میں مرد و زن کے اس اختلاط کو زیادہ برا نہیں سمجھتے۔ مگر حضور نقش لاثانی قدس سرہ کا طرز عمل بہت سی کوتاہیوں کا مداوا بن جاتا تھا۔ چنانچہ حفظ قرآن پاک کے ایسے مدرسے جہاں بچوں کے ساتھ بچیوں کو بھی بٹھایا جاتا ہے اور دستار فضیلت کے جلسے میں فارغ التحصیل ہونے والی بچیوں کو نمائندگی دیتے ہوئے مائک پر کھڑا کر دیا جاتا ہے، حضور اگر صدارت فرما رہے ہوتے تو قطعاً ایسا نہ کرنے دیتے۔ (اس کی ایک سے زیادہ مثالیں میرے ذہن میں ہیں کہ مائک پر ان سے قرآن سنناتو

ایک طرف دستاری فضیلت کے جلسہ عام ہی سے انہیں الگ کردیا جاتا اور ان کے ڈوپٹے گھروں میں بھیج دیے جاتے تھے۔ نیز جہاں کہیں ایک بار ایسا واقعہ رونما ہوتا، وہاں دوسری بار آپ بالکل تشریف نہ لے جاتے۔

حضور نقش لاثانی قدس سرہ کے اس طرزِ عمل کا اثر تھا کہ سلسلہ عالیہ سے وابستہ ہونے والی خواتین عموماً پردے کی پابند اور احکام شرع پر عامل ہیں۔

نکاح: نکاح کے انعقاد میں سستی کو بھی حضور سخت ناپسند کرتے تھے کیونکہ اس سے بھی بے راہروی اور آوارگی و بے حیائی کے دروازے کھلتے ہیں۔ عام لوگوں کو بھی یہی مشورہ دیتے مگر خدام بارگاہ پر تو اس بارے میں بڑی سختی فرماتے تھے۔ وہ لوگ جو اپنے دین و دنیا کو حضور کی نظر کرم پر منحصر جانتے تھے، ان کا معاملہ اور بھی امتیازی تھا۔ دربار شریف میں رہنے والے درویشوں کی ہی نہیں، ان کے بعض غریب رشتہ داروں کی شادیاں بھی حضور اپنے خرچ پر کرتے تھے (ایسے بہت سے 'نکاح' میرے علم میں ہیں کہ ان کا اہتمام محض حضور نقش لاثانی قدس سرہ نے فرمایا، ورنہ ان کے انعقاد کی بظاہر کوئی صورت نہیں تھی)

نکاحوں اور شادیوں کا یہ اہتمام سجادہ نشینی کے ابتدائی دور سے شروع ہوا اور وصال شریف تک رہا چنانچہ مجھے خوب یاد ہے حضور کے آخری تبلیغی سفر جو ضلع سیالکوٹ کے مشہور قصبہ چوبارہ تک تھا، کی ابتدا بھی موضع مالوکے میں عزیز القدر محمد اقبال کی رسم نکاح میں شرکت سے ہوئی۔ اس سے چند روز قبل بھی آپ کے حجرہ مقدسہ میں دو غریب نوجوانوں کے نکاح پڑھائے اور وہیں ان کا ولیمہ ہوا۔ غریب لڑکیوں اور غریب لڑکوں کے اس قسم کے رشتے ان کے بے سہارہ والدین کی گویا دوہری سرپرستی تھی اور وہ بھی ایسی کہ عموماً انہیں ایک پیسہ خرچ نہ کرنا پڑتا۔

میرے گھر کا قصہ یہ ہے کہ میرے بہنوئی رانا محمد صدیق مرحوم کی وفات (۱۹۶۴ء) کے بعد میری ہمشیرہ صاحبہ جو ذکر و فکر میں میرے والدین کی سچی وارث ہیں، میرے پاس آرہیں۔ ان کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا، یعنی تینوں یتیم بھی ساتھ تھے۔ بڑی بیٹی کا رشتہ حضور نقش لاثانی قدس سرہ نے میری ہمشیرہ صاحبہ کو خواب میں آکر بتایا اور اسی کے مطابق دسمبر ۱۹۷۱ء کی جنگ کے دوران نہایت ہی سادگی سے نکاح ہوا۔ باقی دو بچوں کے بارے میں جب وہ جوان ہوگئے، اور ان کے رشتے تلاش کرنے کے لئے مجھے اکثر سخت ڈانٹ پلاتے۔ ایک دفعہ سرزنش ان الفاظ میں ہوئی کہ 'گرمیوں کی چھٹیوں میں دربار شریف نہ آنا، ان کے رشتے تلاش کرنا'۔ آخر میں نے رو کر اپنی ناکامی کا اعتراف کیا تو کریم بندہ پرور نے خود بہترین رشتے تلاش کر دیئے اور بنفس نفیس شمولیت فرما کر ان کی تکمیل کی۔ بھانجے (عطاء الحق کا نکاح ۶ اپریل ۱۹۸۷ء یعنی وصال شریف سے پونے چار ماہ قبل کیا (اس واقعے کو یتیم پروری کے زیر عنوان بھی لایا جاسکتا ہے)

مرحوم صوفی محمد صدیق پنجابی ثم سندھی کے بیٹے کے رشتے اور نکاح کا قصہ حصہ کرامات میں آچکا ہے۔ (وہاں دیکھیں)

حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ نے دو خاندانوں کو یکجا کرنے اور سنت کی روشنی میں بہت سی معاشرتی برائیوں کا سدباب جاری رکھا مگر

کبھی اسے باقاعدہ تحریک کا رنگ نہ دیا۔ شاید اس لئے کہ دھوم دھام اور ہنگامہ پروری آپ کے مزاج کے مطابق نہ تھی۔ تاہم کہیں کہیں تحریک کی کچھ نہ کچھ صورت پھر بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ غلام مصطفےٰ (صدر والا چک نمبر ۵۴ ر ب فیصل آباد) کا بیان ہے کہ

''حضور نقش لاثانی قدس سرہ تشریف فرما تھے۔ بابا جی حضرت پیر لطیف شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) آف پہاڑی پور نے میرے حق میں دعا کی سفارش کی تو فرمایا 'شاہ جی اس بات کا بھی خیال کیا کہ صدر والا کے جن گھروں میں آپ کا اثر و رسوخ ہے، کتنے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں'۔ حضور کا یہ فرمانا تھا کہ اس کی برکت سے سلسلہ ازواج شروع ہو گیا۔ چنانچہ گنتی کے ۲۷ دنوں میں تیس مردوں کے تیس عورتوں کے ساتھ نکاح ہو گئے۔ (گویا ۶۰ گھرانوں کا ایک ایک اہم معاشرتی مسئلہ حل ہو گیا)

حضور نقش لاثانی قدس سرا ز حد سادگی پسند تھے۔ خود بھی اپنے جد امجد حضور شاہ لاثانی اور ان کے پیرو مرشد حضور آفتاب ولایت سرکار باواجی قدست اسرارھما کی طرح (سادگی) کو عمر بھر سینے سے لگائے رکھا اور وابستگان طریقت کو عملاً اور قولاً بھی سبق دیا۔ فقر کے تاجدار نے لباس، خوراک، گفتگو غرض ہر پہلو میں خود سادگی کو ملحوظ رکھا اور سادہ طبع لوگوں کو زیادہ قرب عطا فرمایا۔ زمانے کی موجودہ روش تجدد کے سامنے تھی اور قوم کا بدلا ہوا مزاج بھی نگاہوں سے اوجھل نہیں تھا، اس لئے کسی کو پتلون وغیرہ میں ملبوس دیکھ کر آپ نے زجر و توبیخ اور طعن و تشنیع کا رویہ اختیار کرنے کی بجائے اسے حسن خلق سے قریب آنے دیا اور پھر جوں جوں وہ قریب آتا گیا، خود بخود فکری و عملی انقلاب کی زد میں آتا گیا۔ ایسے بہت سے فیشن زدہ لوگ میری نظر میں ہیں جنہیں اس خاموش 'امر و نہی' نے کچھ سے کچھ بنا دیا۔ اس حلم و دور اندیشی کے ساتھ ساتھ جہاں آپ کسی غلط روش کو دوٹوک انداز میں فی الفور ختم کرنا ضروری سمجھتے تھے، وہاں حضور 'چپ' سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ مثلاً ایک بار موضع پنڈوری متصل شکر گڑھ میں بابا الف دین علیہ الرحمہ کے چہلم کی تقریب میں برادر طریقت جناب حسن نظامی ایڈووکیٹ کی تقریر کا اعلان ہوا تو انہوں نے پتلون کے ساتھ جس میں ملبوس ہو کر کچہری سے اچانک یہاں پہنچ گئے تھے خطاب شروع کر دیا۔ چونکہ میں سٹیج سیکرٹری تھا، لہٰذا مجھی پر خفا بھی ہوئے اور نظامی صاحب کو پتلون کے اوپر چادر بھی پہنائی گئی۔

ایسی عادات و اطوار جن سے آوارہ منشی کی بو آتی۔ حضور نقش لاثانی قدس سرہ کے لئے نا قابل برداشت تھیں، مثلاً گلی بازار میں ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر چلنا بھی آپ کو سخت ناگوار تھا۔ چنانچہ جناب اللہ رکھا زاہد، ایم اے اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ لاہور کے ایک محلے گھوڑے شاہ جلوہ افروز ہوئے تو میں بھی خدمت میں تھا۔ آپ ایک مکان کے اندر تشریف لے گئے اور ہم چند آدمی باہر سڑک پر کھڑے تھے۔ ہم میں سے دو شخص ایک دوسرے کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اوپر چھت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ معاً حضور نقش لاثانی قدس سرجلوہ افروز ہو گئے اور جلالی انداز میں فرمانے لگے 'یہ شیطانی فعل ہے، آئندہ ایسا نہ کرنا' پھر فرمایا 'ہاتھ پر ہاتھ مار کر اونچی آواز میں ہنسنا بھی شیطانی فعل ہے'

☆☆☆

گوشۂ خواتین

آمنہ بنت نصر اللہ عطاریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿قابل تقلید قصہ﴾ امام مسجد نبوی کی بیٹی کی شادی کا

شہزادہ سے بیٹی کے رشتہ کا انکار اور درویش طالب علم کا انتخاب:

خدا پیدا کرے اے کاش انساں روز اوّل کا
نگاہیں ڈھونڈتی ہیں پھر مسلمان روز اوّل کا

آج دنیادار لوگ اور بعض مولوی صاحبان نیک اور متقی لوگوں کو حقیر سمجھ کر ان سے رشتہ داری کرنا پسند نہیں کرتے لیکن پہلے زمانہ کے لوگ ایسے لوگوں کو تلاش کر کے ان سے رشتہ داری کیا کرتے تھے۔ آج کل کے ظاہر بین لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ تین واقعات کافی ہیں انشاء اللہ۔

نکاح مسنون ایسے بھی ہو جاتا ہے، شادی بیاہ پر عیاشی اور فضول خرچی کرنے اور پسند کی شادی کرنے والے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے لمحہ فکریہ۔ امیر المومنین عبد الملک بن مروان نے مشہور تابعی بزرگ اور مسجد نبوی کے امام سعید بن میتب کے پاس اپنا ایلچی بھیجا اس نے آ کر عرض کی کہ خلیفۃ المسلمین کی خواہش ہے کہ آپ اپنی بیٹی کی شادی ولی عہد شہزادہ سے کر دیں، میں ان کی طرف سے پیغام نکاح لے کر حاضر ہوا ہوں ، امام صاحب کی صاحبزادی بہت خوبصورت اور سیرت و کردار میں یکتا تھی، عالمہ اور فاضلہ تھی۔ کتاب اللہ اور حدیث کے علوم سے شغف رکھتی تھی۔ جب امیر المومنین کا ایلچی نکاح کا پیغام لے کر آیا تو امام صاحب نے بلا تامل انکار کر دیا۔ امیر المومنین کے نمائندے نے عرض کیا ,,آخر کیوں،، سعید بن میتب نے فرمایا: ,,کیونکہ امیر المومنین کے صاحبزادے ولی عہد کی سیرت و اخلاق انگشت نمائی کے قابل ہے،، یہ جواب سن کر امیر المومنین کا نمائندہ افسوس اور ندامت سے منہ لٹکائے ہوئے واپس ہو گیا۔ امام صاحب مسجد نبوی میں اپنے شاگردوں کو روزانہ عصر کی نماز کے بعد درس دیا کرتے تھے۔ شاگردوں میں عبد اللہ بن ابی وداعہ نامی ایک زاہد اور تقویٰ شعار نوجوان بھی شامل تھا۔ اتفاق سے وہ چند روز سے سبق میں حاضر نہ ہوا تھا۔ اس روز درس شروع ہوا تو امام صاحب کی نگاہ اپنے شاگرد پر پڑی۔ پوچھا ,,تم گذشتہ کئی روز سے درس میں نظر نہیں آئے۔ کہاں غائب تھے؟،، عبد اللہ نے عرض کی ,,حضرت میری اہلیہ کا انتقال ہو گیا تھا اور میں گھر میں مصروف رہا،، امام صاحب نے فرمایا ,,ہمیں اطلاع کیوں نہ دی تا کہ ہم بھی تعزیت کے لئے آ جاتے؟،، عبد اللہ نے جواب دیا ,,استاد محترم! میں نے آپ کو اطلاع دینے سے اس لئے گریز کیا تا کہ طلاب علم نبوت کی یہ جماعت آپ سے مستفید ہوتی رہے۔ آپ کا وقت نہایت قیمتی ہے۔ آپ کے دروس میرے غم میں شریک ہونے سے کہیں زیادہ اہم ہیں۔ امام صاحب نے پوچھا ,,

بیوی کی وفات کے بعد کسی عورت نے نکاح کا پیغام بھی دیا ہے؟،،عبداللہ نے عرض کی:اللہ آپ پر رحم کرے، بھلا کون اب مجھ سے شادی کرے گی کیونکہ میرے پاس اب چند درہم سے زیادہ رقم نہیں،،امام صاحب نے فرمایا،،اگر میں اپنی صاحبزادی تمہاری زوجیت میں دے دوں تو قبول کرلو گے ؟،،عبداللہ نے مارے حیرت اور تعجب سے نگاہیں جھکا دیں۔یہ میں کیا سن رہا ہوں؟امام وقت کی دامادی کا شرف؟اسے اعتبار نہ آیا۔استاد نے دوبارہ پوچھا تو شاگرد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم!مجھے اپنے استاد کی باتوں پر یقین نہ آیا مگر اچانک انہوں نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔وہ مسجد نبوی تھی انہوں نے میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور نکاح پڑھانا شروع کیا اور فرمایا۔اے مسلمانوں کی جماعت!تم اس بات کے گواہ رہو کہ میں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح سنت نبوی کے مطابق دس درہم مہر کے عوض عبداللہ بن ابی وداعہ سے کر دیا ہے ---- پھر ایک دن میں نے اپنی بیوی سے کہا،،کئی دن گزر چکے ہیں،علم کے حلقے میں نہیں جاسکا۔میں آج سے دوبارہ علم حاصل کرنے جاؤں گا،،اس نے پوچھا،،کدھر کا ارادہ ہے،،میں نے بتایا،،سعید بن مسیب کے درس میں جانا ہے،،۔اس نے کہا میرے ہی پاس رہیں،سعید بن مسیب کا علم میرے ہاں سے ہی آپ کو ملتا رہے گا،،۔چنانچہ عبداللہ اپنی بیوی سے درس لینے لگے۔کچھ دنوں کے بعد استاد سے ملاقات ہوئی تو پوچھا،،اے عبداللہ!درس میں آنے کا سلسلہ منقطع کیوں کر دیا؟،،عبداللہ نے جواباً عرض کیا،،کیونکہ میں نے سعید بن مسیب کا علم ان کی صاحبزادی کے پاس پا لیا ہے۔(رحمۃ اللہ علیہ)

(بحوالہ روزنامہ پاکستان،سنڈے ایڈیشن ۱۷ اگست)

نادرالوقوع واقعہ : حضرت خواجہ نقیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام کوئٹہ میں تھا۔اس دوران ایک بنگالی فوجی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ،،وہ کل مرزائی ہو جائے گا،،۔آپ نے اس سے دریافت فرمایا:،اس کی وجہ کیا ہے،،بنگالی نے جواب دیا کہ،،مجھے کوئی مسلمان لڑکی نہیں دیتا اور میری عمر ڈھلتی جارہی ہے،،۔آپ نے فرمایا،،اگر کوئی لڑکی نکاح میں دے دے تو پھر تم مرزائی نہیں بنو گے؟،،اس پر بنگالی نے کہا،، ہرگز نہیں،،آپ نے اس سے پوچھا تمہارے پاس منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کتنی ہے؟،،بنگالی نے جواب دیا کہ،،کل جائیداد میری ماہانہ تنخواہ ہے جو ہفتہ عشرہ میں بالکل ختم ہو جاتی ہے اور بقیہ مہینہ میں مقروض ہو کر گزارہ کرتا ہوں،،۔آپ نے بنگالی سے فرمایا:تم صبح نہا دھو کر میرے پاس آجاؤ کل تمہاری شادی ہو جائے گی،،آپ نے جونہی اس امر کا اعلان کیا کہ میں اپنی تیسری صاحبزادی کا نکاح رحمت اللہ بنگالی سے کر رہا ہوں۔آپ کے پورے قبیلہ میں ایک ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا۔پٹھان معاشرہ میں اس سے قبل ایسی کوئی مثال نہیں تھی۔جوشِ انتقام میں نوجوانوں کا خون کھول اٹھا اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ بنگالی کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔آپ نے فوراً صورتِ حال کو کنٹرول کیا اور پورے قبیلہ کو اپنے آستانہ پر جمع کیا اور فرمایا:،،میں ایک امتی کا ایمان بچا رہا ہوں۔میری اگر ہزار بیٹیاں ہوتیں تو میں ان کو ناموسِ رسالت ﷺ کی حفاظت میں قربان کر دیتا۔مجھے یہ جو مقام و مرتبہ بخش گیا ہے یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کی نعلینِ پاک کے صدقہ میں ملا ہے،،۔

دوسرے دن آپ نے سپاہی رحمت اللہ بنگالی کا نکاح بہت تھوڑے حق مہر پر اپنی صاحبزادی کے ساتھ کر دیا۔بنگالی عمر میں بیس برس بڑا تھا۔حوالدار کے عہدے پر ریٹائرڈ ہوا۔ریٹائرمنٹ پر اعزازی نائب صوبیدار کا عہدہ ملا۔صوفی رحمت اللہ شاہ بنگالی یکم اپریل ۱۹۸۳ء کو وصال

فرما گئے۔ آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف میں سنہری مسجد نقیبیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ تمام عمر آپ نے ان کی اور ان کے بچوں کی کفالت فرمائی اور رہائش کے لئے آستانہ عالیہ میں جگہ دی۔ سبحان اللہ ایمان بچانے ناموسِ رسالت ختم نبوت عشق رسول ﷺ اور نکاح مسنون کا کیسا عبرت ناک ومثالی دتاریخی واقعہ ہے۔ (فدایان ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) جماعت اہل فیص آباد) ماہنامہ رضائے مصطفےٰ ستمبر ۲۰۰۵ء

فقیر خصلت شہزادی: حضرت شیخ شاہ کرمانی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے لئے بادشاہ کرمان نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ شیخ نے کہلا بھیجا مجھے جواب کے لئے تین روز کی مہلت دیں اس دوران وہ مسجد مسجد گھوم کر کسی صالح انسان کو تلاش کرنے لگے۔ ایک لڑکے پر ان کی نگاہ پڑی جس نے اچھی طرح نماز پڑھی اور دعا مانگی۔ شیخ نے اس سے پوچھا: تمہاری شادی ہوئی ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ پھر پوچھا کیا نکاح کرنا چاہتے ہو؟ لڑکی قرآن مجید پڑھتی ہے، نماز روزہ کی پابند ہے خوبصورت پاکباز اور نیک ہے۔ اس نے کہا بھلا میرے ساتھ کون رشتہ کرے گا؟ شیخ نے فرمایا: میں کرتا ہوں لو یہ درہم، ایک درہم کی روٹی ایک درہم کا سالن اور ایک درہم کی خوشبو خرید لاؤ۔ اس طرح شاہ کرمانی نے اپنی بیٹی کا نکاح مولوی صاحب سے کردیا۔

لڑکی جب شوہر کے گھر آئی تو اس نے دیکھا کہ پانی کی صراحی پر ایک روٹی رکھی ہوئی ہے۔ اس نے پوچھا یہ روٹی کیسی ہے؟

شوہر: یہ کل کی باسی روٹی ہے میں نے افطاری کے لئے رکھی ہے۔ یہ سن کر وہ واپس ہونے لگی۔

شوہر: مجھے معلوم تھا کہ شیخ شاہ کرمانی کی صاحبزادی مجھ غریب انسان کے گھر نہیں رک سکتی۔

لڑکی: میں تیری مفلسی کے باعث نہیں لوٹ رہی بلکہ اس لئے کہ خدا پر تمہارا یقین بہت کمزور نظر آرہا ہے بلکہ مجھے تو اپنے باپ پر بھی حیرت ہے کہ انہوں نے تجھے پاکیزہ خصلت، عفیف اور صالح کیسے کہا جب کہ اللہ تعالیٰ پر تمہارے اعتقاد کا حال یہ ہے کہ روٹی بچا کر رکھتے ہو۔ نوجوان نے اس کی بات سنی تو کہا اس کمزوری سے معذرت خواہ ہوں۔

لڑکی: اپنا عذر تم جانو! البتہ میں ایسے گھر میں نہیں رک سکتی جہاں ایک وقت کی خوراک جمع رکھی ہو۔ اب یا میں رہوں گی یا روٹی، نوجوان نے فوراً جا کر روٹی خیرات کردی اور ایسی درویش خصلت شہزادی کا شوہر بننے پر خدا کا شکر ادا کیا۔ (روض الریاحین مترجم ص ۳۳۰)

بے اولاد کے لئے وظیفہ: اگر کسی کے اولاد نہ ہو یا صرف لڑکیاں ہوں تو وہ ہر جمعرات کو مغرب کی نماز کے بعد ایک ہزار بار پہلا کلمہ پڑھنا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کے دعا کرے الٰہی مجھے نیک صالح بچہ عطا فرما۔ آرزو پوری ہونے تک پڑھتا رہے خواہ مرد پڑھے یا عورت لیکن ناغہ نہ ہو عورت ناپاکی کے دنوں میں وظیفہ تو کرسکتی ہے لیکن نوافل اس جگہ اس کا خاوند یا بھائی یا بہن پڑھ کر دعا کرے۔

☆☆☆

پاکستان کی سب سے بڑی یونیورسٹی کا المیہ

بشکریہ جناب حامد میر صاحب و (روزنامہ جنگ لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دفاع پاکستان کونسل نے نیٹو سپلائی کی بحالی کے خلاف 25 مئی کو ملک گیر احتجاج اور 27 مئی کو لانگ مارچ کا اعلان کر دیا ہے۔ پرامن احتجاج اور لانگ مارچ دفاع پاکستان کونسل میں شامل ہر جماعت کا حق ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان دفاع کو صرف نیٹو سپلائی بحال ہونے سے خطرات لاحق ہونگے کیا پاکستان کو دیگر بہت سے خطرات لاحق نہیں؟ آج یہ خاکسار دفاع پاکستان کونسل میں شامل ایک منظم اور موثر جماعت کی قیادت کی خدمت میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہے تاکہ پاکستان کے مستقبل کو درپیش خطرات کے سدباب کیلئے بھی کچھ کیا جاسکے۔ میرے مخاطب جماعت اسلامی کے امیر جناب منور حسن ہیں جن کی میں بڑی قدر کرتا ہوں۔ منور حسن صاحب سے گزارش ہے کہ کچھ توجہ پاکستان کے تعلیمی اداروں کی بگڑتی ہوئی صورتحال پر بھی دیں۔ پاکستان میں تعلیم کا شعبہ پہلے ہی گھمبیر مسائل کا شکار ہے اب تعلیمی اداروں میں ایسے واقعات پیش آنے لگے ہیں۔ جن کو سن کر دل کانپ جاتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ دفاع پاکستان کیلئے سب سے بڑا خطرہ نیٹو سپلائی نہیں بلکہ خود اہل پاکستان بنتے جا رہے ہیں۔ ہم عجیب قوم بن چکے ہیں ہمارے سکولوں میں بعض استاد بچوں کے ساتھ مار پیٹ کرتے ہیں اور ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہی بچے اساتذہ کے ساتھ مار پیٹ کرنے لگے ہیں۔ پچھلے کچھ عرصے میں اوپر تلے ایسے کئی واقعات پیش آئے جنہوں نے سرکاری تعلیمی اداروں کی ساکھ کو بری طرح مجروح کیا۔ پچھلے سال اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور کے وائس چانسلر پروفیسر اجمل خان کو طالبان نے اغواء کرلیا تو سب نے کہا کہ طالبان تعلیمی دشمن ہیں۔ پھر بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ میں کچھ غیر بلوچ اساتذہ کو قتل کیا گیا تو کہا گیا کہ سب بی ایل اے والوں کا کیا دھرا ہے۔ سندھ یونیورسٹی جام شورو میں ایک استاد پروفیسر بشیر کو قتل کر دیا گیا تو اسے سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت کی ناکامی سے تعبیر کیا گیا کیونکہ اساتذہ اور طلبہ کے کئی روز تک احتجاج کے باوجود قاتل گرفتار نہ ہوئے۔

مئی 2012 میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے ہیں جنہوں نے ثابت کیا ہے کہ ہماری کچھ طلبہ تنظیموں سے وابستہ افراد اور ملک دشمن عناصر میں زیادہ فرق نہیں رہ گیا۔ کراچی کے دو کالجوں میں اساتذہ کو محض اس لئے مارا پیٹا گیا کہ انہوں نے کچھ طلبہ کو نقل کرنے کی اجازت نہ دی۔ ایک واقعہ گورنمنٹ کالج فار مین ناظم آباد اور دوسرا گورنمنٹ نیشنل کالج شہید ملت روڈ کراچی میں پیش آیا۔ اساتذہ پر حملوں میں ملوث طلبا کا تعلق اے این پی کی حامی پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن اور متحدہ قومی موومنٹ کی حامی اے پی ایم ایس او سے بیان کیا گیا۔ شکر ہے کہ اے این پی اور ایم کیو ایم نے اساتذہ پر حملہ کرنے والوں کی مذمت کی جبکہ پختون ایس ایف اور اے پی ایم ایس او نے بھی حملہ آوروں سے اعلان لاتعلقی کر دیا لیکن گذشتہ دنوں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے ہیں جن پر پاکستان کے اندر سے نہیں بلکہ پاکستان کے باہر سے بھی تشویش کا اظہار سامنے آیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی صرف پاکستان نہیں بلکہ ایشیاء کی بڑی یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے۔ اس یونیورسٹی کے طلبہ و طالبات کی تعداد 30 ہزار سے زیادہ ہے۔ یونیورسٹی کے اساتذہ کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اس یونیورسٹی میں گذشتہ کچھ دنوں میں جماعت اسلامی کی حامی طلبہ تنظیم اسلامی

جمعیت طلبہ کی طرف سے اساتذہ پر حملوں کے متعدد واقعات پیش آئے ہیں۔ پہلا واقعہ 11 مئی کو اولڈ کیمپس کے خالد بن ولید ہاسٹل میں پیش آیا جہاں اسلامی جمعیت طلبہ کے کارکن ہاسٹل کی دیواروں پر پوسٹر چسپاں کر رہے تھے۔ ہاسٹل کے نگران پروفیسر عاصم رسول نے دو طلبہ آصف وحید اور راشد علی کو ہاسٹل سے نکال دیا۔ اگلے دن اسلامی جمعیت طلبہ کے کارکنوں نے پروفیسر عاصم رسول کے دفتر پر حملہ کر دیا اور فرنیچر توڑ دیا۔ اس واقعے کے خلاف پنجاب یونیورسٹی اکیڈمک اسٹاف ایسوسی ایشن کے صدر ڈاکٹر عامر سور اور سیکرٹری جنرل جاوید سمیع نے احتجاج شروع کیا تھا کہ پنجاب یونیورسٹی کے نیو کیمپس میں ایک اور افسوسناک واقعہ پیش آ گیا۔ یہاں ہاسٹل نمبر 14 میں لاء کالج کے ایک سابق طالب علم اویس عقیل کو مبینہ طور پر ابرار وٹو اور عمران تارڑ نے قتل کر دیا۔ اویس عقیل کا تعلق اسلامی جمعیت طلبہ سے تھا اور ملزمان کا تعلق شباب ملی سے تھا۔ دونوں تنظیمیں جماعت اسلامی کی حامی ہیں۔ ملزمان کو گرفتار کرنا پنجاب پولیس کی ذمہ داری تھی لیکن اسلامی جمعیت طلبہ نے اپنا غصہ اساتذہ پر نکالا۔ یونیورسٹی انتظامیہ کا موقف ہے کہ اویس عقیل 2011 میں ایل ایل بی پارٹ ون کے تمام پرچوں میں فیل ہو گیا تھا اور یونیورسٹی سے فارغ ہو چکا تھا۔ اس کے قاتلوں کو ضرور گرفتار کیا جانا چاہئے لیکن یہ ذمہ داری یونیورسٹی انتظامیہ کی نہیں تھی۔ اسلامی جمعیت طلبہ نے اویس عقیل کے قتل کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے وائس چانسلر ڈاکٹر مجاہد کامران کے دفتر پر حملہ کر دیا۔ ایک اور واقعے میں دو اساتذہ ڈاکٹر احسان شریف اور ڈاکٹر اعجاز بٹ کے ساتھ بدتمیزی کی۔ ڈاکٹر اعجاز بٹ کیمبرج یونیورسٹی سے کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کر کے وطن کی خدمت کا جذبہ لیکر پاکستان آئے تھے۔ لیکن یہاں ان کے ساتھ ناانصافی آصف علی زرداری، نواز شریف یا مولانا فضل الرحمٰن نے نہیں بلکہ اسلامی جمعیت کے طلبہ نے کی۔ مجھے ان واقعات کا علم ایسے ہوا کہ اسلامی جمعیت طلبہ نے چند روز قبل لاہور کی شاہراہ قائداعظم پر احتجاج کیا جس میں جمعیت کے بعض کارکن گرفتار ہوئے۔ جمعیت کے ایک حامی نے میرے ساتھ رابطہ کیا اور کہا کہ میڈیا ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیتا؟ میں نے پوچھا کہ کیا آپ نے اساتذہ کے ساتھ بدتمیزی کی تھی تو اس سوال کے جواب میں اس نے اول فول بکنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف ایک خاتون استاد نے میرے ساتھ رابطہ کیا اور کہا کہ اسلامی جمعیت طلبہ کی طرف سے اساتذہ کے ساتھ بدتمیزی کے واقعات کے بعد ان کے شوہر اور بچوں نے کہا کہ وہ یونیورسٹی میں پڑھانا چھوڑ دیں۔ ذرا سوچئے! جس ملک کے تعلیمی اداروں میں اسلامی انقلاب کے داعی طلبہ نعرہ تکبیر بلند کر کے اساتذہ پر حملہ کر دیں اور پرائیویٹ گاڑیوں کے شیشے توڑ دیں اس ملک کے دفاع کیلئے اصل خطرہ کون ہے؟ کیا نیٹو سپلائی کیخلاف لانگ مارچ سے پہلے ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔

یہ مت سمجھئے کہ میں طلبہ کے سیاست میں حصہ لینے کے خلاف ہوں یا کسی ایک طلبہ تنظیم کے کردار پر تنقید کر رہا ہوں۔ اسلامی جمعیت طلبہ نے قاضی حسین احمد، جاوید ہاشمی، لیاقت بلوچ، فرید پراچہ اور امیر العظیم جیسے رہنما بھی پیدا کئے ہیں لیکن دوسری طرف تاریخ بتاتی ہے کہ 1963ء میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر حمید اللہ خان اور 1970 میں اسی یونیورسٹی کے وائس چانسلر علامہ علاؤالدین صدیقی کے ساتھ بھی بدتمیزی کی گئی اور بدتمیزی کرنے والوں کا تعلق اسلامی جمعیت طلبہ کے ساتھ تھا۔ بظاہر جمعیت یہی کہتی ہے کہ اس کا جماعت اسلامی سے کوئی تنظیمی تعلق نہیں لیکن جمعیت کے رہنما فارغ ہونے کے بعد جماعت اسلامی کے ذمہ دار بن جاتے ہیں۔ جماعت اسلامی کی موجودہ قیادت سے گزارش ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں اساتذہ پر حملے کرنے والوں کی حمایت نہ کریں بلکہ ان کا احتساب کریں۔ یاد رکھئے! کہ جب علامہ علاؤالدین صدیقی پر حملہ ہوا تھا تو مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اس حملے کی مذمت کی تھی۔ امید ہے کہ سید منور حسن صاحب سیاسی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر مولانا مودودی کی روایت کو آگے بڑھائیں گے اور تعلیمی اداروں میں پاکستان کے مستقبل کیلئے خطرات پیدا کرنے والوں کو بھی اسی طرح للکاریں گے جیسے وہ نیٹو کو للکار رہے ہیں۔

خبرنامہ

﴿حافظ محمد نعیم آسوی﴾

شیرانِ اسلام پاکستان کے زیرِاہتمام ملک بھر میں ختم نبوت کانفرنسز کا انعقاد

فتنہ قادیانیت عہدرواں میں اسلام کے خلاف سب سے بڑا فتنہ ہے۔اس فتنہ نے جسد اسلام پر اپنے نوکیلے پنجوں سے اتنے زخم لگائے ہیں کہ جسم اسلام زخمی زخمی اور لہولہو ہے۔آج بھی اس فتنہ نے اسلام کے سینہ کو اپنا تختہ مشق بنا رکھا ہے اور ارتدادی تیروں کی بارش جاری ہے۔گزشتہ ایک صدی سے امت مسلمہ نے اپنے آقا و مولا جناب رسول عربی ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف اُٹھنے والے اس فتنہ سے بڑی جاندار لڑائی لڑی ہے۔اس سلسلہ میں شیرانِ اسلام پاکستان ملک بھر میں اسلامیانِ پاکستان کو فتنہ قادیانیت کے خطرات و خدشات سے آگاہ کرنے کیلئے کانفرنسز، سیمینارز اور تربیتی ورکشاپس کا اہتمام کر رہی ہے۔اس سلسلہ میں 09 جون 2012 بروز ہفتہ جمعیت علمائے پاکستان سوادِ اعظم ،تحریکِ اسلام اور تمام سنی تنظیمات کی معاونت سے راولپنڈی کے وسیع گراؤنڈ لیاقت باغ میں "ختم نبوت و استحکام پاکستان کانفرنس" منعقد کر رہی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ 09 جون 2012 بروز ہفتہ نماز ظہر تا عصر ایک تربیتی ورکشاپ کا بھی اہتمام کیا جا رہا ہے جس میں ملک بھر سے کارکنان، علماء، طلباء، وکلاء اور صحافیوں سمیت لوگوں کی کثیر تعداد بھرپور شرکت کرے گی۔23 جون 2012 کو تحصیل شکر گڑھ کے قصبہ اخلاص پور میں ختم نبوت کانفرنس و تربیتی ورکشاپ منعقد کی جا رہی ہے، جس میں نوجوانوں کی کثیر تعداد بھرپور شرکت کرے گی۔

جگر گوشہ غزالی زمان صاحبزادہ حامد سعید کاظمی (سابق وفاقی وزیر) مدظلہ العالی کو فی الفور رہا کیا جائے

جگر گوشہ غزالی زمان صاحبزادہ حامد سعید کاظمی (سابق وفاقی وزیر) مدظلہ العالی عرصہ (۱۴) چودہ ماہ سے FIA کی تحویل میں ہیں۔ حالانکہ! FIA کی طرف سے عدالت کو بتایا گیا ہے کہ صاحبزادہ صاحب پر کسی بھی قسم کی کوئی کرپشن ثابت نہیں ہوئی اس کے باوجود عدالت نے قبلہ حامد سعید کاظمی پر فردِ جرم عائد کر دی ہے جس کا انہوں نے صاف انکار کر دیا ہے۔جگر گوشہ غزالی زمان صاحبزادہ حامد سعید کاظمی (سابق وفاقی وزیر) مدظلہ العالی کا تعلق اہل سنت کے جید گھرانے سے ہے، ان پر کسی بھی کرپشن کا دعوٰی فقط الزام ہے۔اہل سنت والجماعت عدالت کے اس فیصلہ پر نہایت ہی نالاں ہیں۔شیرانِ اسلام پاکستان کی چیف جسٹس آف پاکستان سے گذارش ہے کہ وہ اس سلسلہ میں سوموٹو ایکشن لیں اور جگر گوشہ غزالی زمان صاحبزادہ حامد سعید کاظمی (سابق وفاقی وزیر) مدظلہ العالی کیلئے فی الفور رہائی کا حکم صادر فرمایا جائے یا اُن کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت ہے تو عدالت میں پیش کیا جائے۔

دربار سخی محمود بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ و جامعہ مسجد الفقراء کی بندش اور اسلام آباد انتظامیہ کی پرسرار خاموشی

ایک فسادی اور دہشت گرد گروپ کی طرف سے مزار حضور سخی محمود بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ والدین بری امام سرکار آبپارہ اسلام آباد پر علم لگانے اور بعدازاں ایک قاتلانہ حملے میں اہل سنت والجماعت کے خالد وحید عباسی کی شہادت اور چار ساتھیوں کے زخمی ہونے پر اسلام آباد انتظامیہ نے دربار و ملحقہ مسجد کو سیل کر دیا تھا۔عرصہ ایک ماہ سے زائد ہونے کے باوجود اسلام آباد انتظامیہ علم لگانے والے دہشت گردوں اور قاتلوں کو پکڑنے میں کلی طور پر ناکام اور دور بار و مسجد کمیٹی کے مطالبات ماننے میں پرسرار خاموشی اور پس و پیش سے کام لے رہی ہے۔دربار و مسجد کی بندش سے زائرین، عقیدت مندوں اور نمازیوں کو نہایت ہی پریشانی کا سامنا ہے۔شیرانِ اسلام پاکستان کی اسلام آباد انتظامیہ سے بھرپور اور پرزور درخواست ہے کہ دربار و مسجد کو زائرین اور نمازیوں کے لئے فی الفور کھولا جائے ورنہ خاکم بدہن کوئی بھی نیا حادثہ بعید از قرین قیاس نہیں۔

Monthly Mujjalah **AL-HAQIQA** June 2012 Reg.No. C.P.L.169



چلو کہ اپنے لہو کو عشقِ محمد ﷺ پر نثار ڈالیں

ختم نبوت کانفرنس

9 جون 2012ء
بروز ہفتہ
بعد از نماز مغرب

لیاقت باغ راولپنڈی

تربیتی ورکشاپ
بعد از نماز ظہر

نبی ﷺ سے عشق و وفا نبھانے کے دعویدارو!

چلو خدارا!

منافقت کے قبیح لبادے اتار ڈالیں

نبی ﷺ کے دشمن اجاڑ ڈالیں

خدا کی رحمت پکار ڈالیں

چلو کہ فتنہ قادیاں کو

جڑوں سے اس کی اکھاڑ ڈالیں

چلو کہ اپنے لہو کو عشقِ محمد ﷺ پر نثار ڈالیں

شیرانِ اسلام پاکستان

جمعیت علماء پاکستان (سواد اعظم) | تحریک اسلام